

جلسہ ریزیہ حزب الانصار بھیرہ (مغربی پاکستان) کا مہمان



بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے سالانہ جلسہ کی تاریخیں تبدیل کر دی گئی ہیں

مجلس مرکزیہ

حزب الانصار کی چوبیسویں عظیم الشان سالانہ تہلیفی

* کانفرنس *

قارئین شمس الاسلام کو اس مژدہ جانفزا سے خورسند کیا جاتا ہے کہ
حزب الانصار کی چوبیسویں سالانہ تہلیفی کانفرنس بتاریخ ۲۰-۱۰-۶۰ء مارچ ۲۰۴ مطابق
۲۸-۲۹ جمادی الثانی و یکم رجب ۱۴۰۳ء بموافق ۲۲-۲۳-۲۴ اپراگن سمت ۲۰۱۰
اروز جمعہ - ہفتہ - اتوار کو الشادالہ العزیز جامع مسجد بھیرہ میں منعقد
ہوگی جس میں مشائخ عظام کے علاوہ پاکستان کے بہترین خطیب و مقررین
شریف لائیکرے - مندرجہ بالا تاریخوں کو لوٹ فرما لیں - خود بھی شامل
ہوں اور اپنے دوستوں کو جلسہ کی تاریخوں سے آگاہ کریں -

غلام حسین ناظم مجلس استقبالیہ حزب الانصار بھیرہ (پاکستان)



سالانہ چندہ

معاونین سے ۵۰/-
غیر معاونین سے ۲۰/-
اللہ

سالانہ چندہ

حوا میں سے ۳۰/-
طلبہ سے ۱۰/-
فی پرچہ ۲/-

ایک ایک کے لیے حضرت مولانا الحاج ظہور احمد صاحب دینی باہر
زیر نیت مولانا الحاج افتخار احمد صاحب دینی باہر
ایمیر حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

منجانب حزب الانصار بھیرہ اللہ کے دین کے مددگاروں کا گرو

(۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام۔

اغراض مقاصد {

(۲) اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ، اخیار و اشاعت علوم دینیہ۔
(۱) جریدہ شمس السلام کا اجراء۔ (۲) دارالعلوم غزنیہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ سلام کی
طریق کار { بہترین خدمت انجام دے رہا ہے۔ (۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی
جا رہی ہے۔ (۴) عظیم الشان سالانہ کانفرنس۔ (۵) ایمیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ۔ (۶) کتب خانہ۔ (۷) جامع
مسجد بھیرہ کی مرمت۔

جریدہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ سالہ ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو پابندی وقت سے شائع ہوتا ہے۔ مضامین ہر ماہ کی دس تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں
دیگر مضمون نگار صاحبان کی رائے کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں۔
- ۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ و کفایت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپے سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ عام سالانہ چندہ سے، معاونین سے، طلبہ سے، غیر مقررہ۔ نمونہ کار پرچہ ۴ کے نمونہ کے موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔
- ۴۔ رسالہ باقاعدہ تاریخ پتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ بعض رسائل استہ میں تلف پڑ جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں غریبوں کی
طرف سے چندہ کی ۲۵ تاریخ تک اطلاع موصول ہو کر سالہ دوبارہ بھیجا جانا ہر اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔
- ۵۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔ (۱) ہندوستان کے لیے اپنا چندہ حاجی فضل الہی، عبدالحی و صاحبان کمیشن ایجنٹس ۵۵
نواب مسجد شریک بھٹی (ہندوستان) کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔ (۲) بیرنگ ڈاک اور غلطو بیرنگ ہوں گے۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل سر بنام: غلام حسین ایڈیٹر شمس السلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے۔

سرخ نشان

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ دی، پی
ارسال ہوگا جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ
بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ خدا را دی، پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو
ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں + غلام حسین منیجر شمس السلام

<p>۴۸۶</p> <p>شماره ۳</p> <p>جلد ۲۵</p> <p>جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ مطابق فروری ۱۹۵۲ء</p> <p>شماره ۳</p>	<p>۲۵</p> <p>جلد ۲۵</p> <p>جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ مطابق فروری ۱۹۵۲ء</p> <p>شماره ۳</p>
--	--

فہرست مضامین

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون
۴	ادارہ	بزم انصار
۶	ادارہ	شذرات
۸	محترم قاضی محمد نادر صاحب حسینی	کتاب عربوں کا عروج و زوال پر مختصر تبصرہ
۱۰	ادارہ	رسائل و مسائل
۱۳	محترم قاضی ظہور الحق صاحب	مؤمنین کی باتیں
۲۰	مولانا حبیب اللہ صاحب مرحوم امرتسری	اسم مبارک عاقب
۲۱	ادارہ	بنیادی اور اصولی علاج
۲۳	محترم جناب رحمت نبی خان صاحب	اسلام خیروں کی نگاہ میں
۲۵	ادارہ	زلزلہ
۲۹	الوزار احمد بگوی جماعت نجم	بچوں کا صفحہ
۳۰	"	رفقار زمانہ (خبریں)

وکیلِ شریعتی بزرگ اصحاب دارالعلوم

دارالعلوم عزیزیہ دار طلبائے دارالعلوم عزیزیہ کا نوامی امتحان مدد المدرسین مولانا سید غلام محی الدین صاحب لیا۔ اور مندرجہ ذیل طلباء امتحان میں اچھے نمبر پیکر کامیاب ہوئے۔ بحمد اللہ تعالیٰ طالبان علوم دینیہ کی تعلیمی حالت تسلی بخش اور قابل اطمینان ہے۔

امتحان میں کامیاب ہونیوالے طلباء کے اسماء

شمس الدین	پیر بخش	غلام نبی	حافظ نور محمد	خان محمد	سلطان احمد
روشن دین	محمد شفیع کلان	حافظ محمد عنایت	محبوب الہی	محمد رمضان	محمد رمضان
عبدالمالک	محمد اسلم	غلام یسین	غلام فرید	عبدالحکیم	فتح علی
محمد عظیم	حاکم دین	منظور الہی	غلام فرید	محمد علی	دین محمد
محمد سلیمان	حافظ غلام رسول	حافظ محمد یعقوب	غلام ربانی	ذوالفقار	المشددتہ
عبدالصالح	سعید الرحمن	محمد ابراہیم	محمد فیروز	غلام یسین	عبد الرحمن
دوست محمد	عزیز الرحمن	غلام رسول	غلام محمد	غلام عباس	شیر محمد
منظور حسین	محمد رمضان	خدا بخش	محمد النور	دین محمد	ناج ولی
عبدالذاق	گل محمد	محمد رمضان	محبوب الہی	متعلی خان	محمد شفیع خورو
مقبول الرحمن	حافظ محمد خان	حاکم داد	محمد معصوم احمد	کرم دین	محمد امیر

تبلیغ: شعبہ تبلیغ میں وفد حزب الانصار نے بہ سرپرستی مولانا افتخار احمد صاحب بگوی امیر حزب الانصار مندرجہ ذیل مقامات پر تبلیغی جلسے منعقد کئے۔ ان جلسوں میں مولانا محمد ذاکر شاہ صاحب مولوی فاضل

فاضل دارالعلوم عزیزیہ و مولانا امیر الدین صاحب و مولانا عبد الکریم صاحب و مولانا عبد الرحمن شاہ صاحب نے شرکت فرما کر مسلمانان علاقہ کو اپنے مواظفہ سے مستفیض فرمایا۔

ناشکر گزادی ہو گئی کہ بالخصوص ان حضرات کا شکر تہ نہ ادا کیا جائے۔ جنہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے جلسوں کے نظم و نسق اور وفد حزب الانصار کی امکانی خدمت سرانجام دی۔

اللہ کریم ان حضرات کی مساعی جمیلہ کو قبولیت سے نوازے۔ اور ترقی درجات مرحمت فرمائے۔

شذرات

(۱۲۸۸)

نظر بندوں کی رہائی | حکومت پاکستان نے سیاسی نظر

بندوں کی رہائی اور ان سے پابندی اٹھانے کی جو نئی پالیسی اختیار کی ہے، تمام ملک میں اس تحسن اقدام کو سراہا گیا۔ اور اس نیک ارادہ کی قدر کی گئی ہے۔ وہ لوگ جو اب تک محض اسلئے پس دیوار زندان زندگی گزار رہے تھے۔ کہ برسر اقتدار طبقہ کو ان کے ساتھ محض ذاتی پر خاش تھا۔ اور ذاتی انتقام ہی کی بنا پر انکو مشکوک قرار دیکر شہر سی اڈا۔ لوں، بلکہ یوں کہیے کہ پاکستان کی حقیقی عدالت سے محروم کیا گیا تھا۔ ان لوگوں کا ہر نکل کر ملک و ملت کی خدمت میں مصروف ہونا ایک نہایت قابل تعریف اقدام ہے۔ کسی جرم کے بغیر ان حضرات کو سیفٹی ایکٹ کے ماتحت آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کرنا اور اباب حکومت کی ایک صریح زیادتی تھی لیکن شکر ہے کہ صبح کا بھولا ہوا شام کو تو گھر واپس آ گیا۔ مگر اس سلسلہ میں مارشل لا کے قیدیوں کو رہا نہ کرنا قرین عدل و انصاف نہیں۔ اگر ہماری جمہوری حکومت جمہور کے مطالبہ کا کچھ بھی احترام کرتی ہے تو اس بنی برانصاف مطالبہ کو ضرور مان لینا چاہئے، کہ مارشل لا کے تمام اسیروں کو غیر مشروط طور سے رہا کر دیا جائے۔ انڈینسٹ بل کو جس شکل میں منظور کیا گیا ہے اور اس میں جس طریقہ سے اپیل کرنے کا حق دیا گیا ہے، کوئی خود دار اور با غیرت قیدی اس طرح رحم کی درخواست کرنے کیلئے کبھی بھی آمادہ نہیں ہو سکے گا۔ اور اس طرح بہت سے بے گناہ اسیر قید زندان رہیں گے۔ جس طرح حکومت نے سیفٹی ایکٹ کے نظر بندوں کو آزادی کی بیگناہی کی وجہ سے رہا کر دینا نہایت

ضروری ہے کہ ان بے گناہوں کو بھی رہا کر دیا جائے۔ اس سے ملک میں ایک عام خوشگوار تبدیلی پیدا ہو جائیگی۔ اور اباب حکومت کے خلاف جو عام بدظنی اور بددلی ہے وہ دور ہو جائیگی۔ اور سمجھا جائیگا کہ حکومت نے پائے عامہ کو جبر و تشدد کے ساتھ دبانے کی پالیسی ترک کر کے اخام و تفہیم کا رویہ اختیار کر دیا ہے۔ اور اس سے اعتماد بڑھے گا۔ مقبولیت میں اضافہ ہوگا۔ اور پھر باہمی تعاون و تھامت سے ملک کے تمام مسائل بہ آسانی حل ہو سکیں گے۔ خدا کرے کہ یہ بنیادی نکتے ہماری اربابا اقتدار کے ذہن نشین ہو جائیں۔ اور وہ ان پر غور کرنے کی طرف توجہ فرما سکیں۔

امریکہ کی فوجی امداد | وزیر اعظم پاکستان مسٹر

محمد علی صاحب کے بیانات

اور نشری تقریر سے اب یقینی طور پر معلوم ہوا کہ امریکہ سے فوجی امداد حاصل کرنے کی کچھ گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اور اس سلسلہ میں یا کوئی فیصلہ ہو چکا ہے، یا جلد فیصلہ ہو نوا ہے۔ وزیر اعظم نے اپنے بیانات میں یہ بار بار ذکر کیا ہے کہ ہم محض اپنے ملک کو مضبوط و مستحکم کرنیکی خاطر یہ فوجی امداد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ امداد بالکل غیر مشروط ہے۔ ایک تازہ بیان میں وزیر اعظم نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ جنگی حالات میں اگر ہمارا ملک بھی جنگ کی پیدٹ میں آجائے تو اپنے ملک کو بچانیکل خاطر ہم اپنے اٹے سے اپنے ہر طیف ملک کے استعمال کیلئے لازم دیں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان حلیفوں میں امریکہ بھی ہو۔

مضبوطہ مستحکم کر دے۔ اس اگر ہم اس سے عاجزانہ خوشامداتہ اور یازمندانہ طور سے امداد ایک بھیک کی صورت میں مانگیں گے تو وہ اپنے کو محض ہٹا کر اپنی شرطیں منوا کر مزید رعایتیں اور حقوق دے کر امداد دیگا۔ اور ہم خواہ مخواہ زیر بار احسان ہونگے۔ لیکن اگر ہم نے استغناء برت کر ایسا رو تیر رکھا کہ ہم محتاج محض نہیں۔ اور صرف آپ کی امداد پر نہیں جی رہے تو پھر بھی وہ اپنے مقصد کی خاطر امداد ضرور کرے گا۔ لیکن پھر ہم پر بار احسان نہیں رکھے گا۔ بلکہ ہم یہ احسان جتنا پسند کریں گے کہ آپ کے فائدہ کی خاطر ہم نے یہ امداد قبول کر دی ہے۔ امداد لینے کے انداز ہی پر اس فوجی امداد کی منفعت یا مسرت کا دار و مدار ہے۔ اگر ہم اسے ملک کے ارباب اختیار و اقتدار معاہدہ کرتے وقت ذرا برأت مندانه بات کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر فائدہ رہیگا۔ باقی اشتراکیوں کا شور و غل اور انکی سیدھی باتیں، وہ تو محض روس کی مددائے بازگشت ہے۔ اودہ لوگ کسی طرح یہ نہیں برداشت کرتے کہ ایشیاء کے ملک اتنے مضبوط ہو سکیں کہ روس کا قہقہہ بننے سے محفوظ ہوں۔ یا ان ممالک کے اندر اشتراکی کو چہرہ گرد "بواژ و انقلاب" پر پانہ کر سکیں۔

شہنشاہ اسلام
علی

توسیع و اشاعت ہر نئی حنفی

مسلمان کا اولین فرض ہے۔

اس امر کی فوجی امداد کی خبر پھیل جانے کے بعد سے جو اہر لعل نہرو بھی غصہ ہوئے ہیں۔ اور عجیب عجیب قسم کے بیانات دے رہے ہیں۔ اور پاکستان و ہندوستان کے اشتراکی بھی سبک پا ہوئے ہیں۔ چونکہ فوجی امداد اور اسکی شرائط وغیرہ پوری تفصیلات رہائے سامنے نہیں، اسلئے تمام چیزوں کو پیش نظر رکھ کر علی بصیرت تبصرہ تو نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس سلسلہ میں دو تین اصولی چیزیں پیش کیجا سکتی ہیں۔ ۱۔ موجودہ دور میں جب کہ دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ وجوہات و اسباب کچھ بھی ہوں۔ لیکن ہر حال ہمارا موجودہ حالات کا تقاضا اگر یہ ہو کہ ہم ان دونوں سے کسی ایک کے ساتھ حلیف بننے پر مجبور ہوں۔ اور کوئی صورت ایسی نہ بن سکتی ہو کہ ہم بالکل کیسو ہو کر بیٹھ جائیں۔ تو پھر اہون البلیتین کیا ہے۔ کیا ہم امریکہ کے ساتھ تعلق رکھیں یا روس کے ساتھ۔ اس سلسلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ بلا تین دونوں ہیں۔ اور دونوں کے شر سے ہم بچنا چاہئیں گے اور جہاں تک ممکن ہو سکے دونوں کے قریب جانے سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اگر خواہ مخواہ کی مجبوری آپڑی تو روس کی بلا عظیم سے امریکہ کی بلا اہون و انتفت، ۲۔ اپنے ملک کے استحکام کے لئے اگر امریکہ سے ہم کو کسی شرطائے بغیر کوئی فوجی امداد مل سکتی ہے۔ اور اپنے حالات کی وجہ سے ہم امداد کے شدید محتاج ہوں تو امداد لینے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ یہ تنبیہ اور احتیاط انتہائی ضروری ہے کہ ہم دوسری مضرتوں اور انکی لائی ہوئی آفتوں سے اپنے آپ کو بچا لیا کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ امریکہ محض ہماری مدد ہی اور غیر خواہی کے لئے امداد کا ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ بلکہ بین الاقوامی حالات اور روس کے ساتھ اس کے اجماعی جنگ نے اسے بھی مجبور کر دیا ہے کہ وہ پاکستان کو فوجی امداد دے اور اس ملک کو

کتاب عربوں کا عروج و زوال مختصر تبصرہ

(محترم قاضی محمد زاہد صاحب الجسینی پروفیسر گورنمنٹ کالج ایڈبٹ آباد)

یورپ کے مشہور مؤرخ پرو فیئر فلپ کے جتنی کی کتاب ”دی عرب“ کا ترجمہ اردو زبان میں محترم عبدالسلام صاحب نورشید صدر شعبہ صحافت پنجاب یونیورسٹی کے قلم سے شائع ہوا۔ کتاب کے متعلق فاضل مصنف کی رائے یہ ہے کہ ”یہ کتاب علما اور فضلا کے لئے نہیں، عام خواندہ افراد کے لئے لکھی گئی ہے۔“ ص ۷

ایک ایسی کتاب جو صرف ادبی یا تاریخی حقائق کی ترجمان ہی نہ ہو بلکہ اس سے قوم کا مذہب اور دین وابستہ ہو۔ اور پھر وہ عام خواندہ افراد کے لئے جو ایک طرف تو لکیر کے فقیر ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف ایسے نامور مصنف اور مترجم کے قلم سے نکلی ہوئی کتاب کے مستند ہونے میں شبہ نہیں کر سکتے۔ ایسی کتاب جبکہ بقول مترجم:

”اس سلسلے میں جو بات سمجھ زیادہ ممکن تھی ہے وہ یہ ہے کہ مشرقی اسلام کی بنیادی اقدار اور مسلمانوں کے کردار کو سمجھنے میں ناکام ہے ہیں۔ اس بلے میں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ چالیس پچاس سال پہلے کے کسی متعصب عیسائی مؤرخ سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ نہ صرف یہ کہ عبارت کے ان ٹکڑوں میں ان کا لہجہ طنزیہ ہو گیا ہے۔ بلکہ انہوں نے بعض اوقات غلط بیانی یا عدم واقفیت کا مظاہر بھی کیا ہے۔“ ص ۷

توصیب، ناواقفیت، غلط بیانی کا مجموعہ ہے۔ کسی طرح عام اشاعت کے قابل نہیں۔ تاآنکہ اس کے ساتھ

ساتھ ان تمام مقامات کی تردید کی جاتی۔ جن سے مذہبی عقائد تاریخی واقعات پر اثر پڑتا تھا۔ فاضل مترجم نے اسی مقدمہ میں چند مقامات پر اجمالی تنقید کی ہے۔ مگر ضرورت اس امر کی تھی کہ ان مقام پر واضح طور سے لکھا جاتا۔ امید ہے کہ فاضل مترجم دوسرے ایڈیشن میں ان تمام غلطیوں کی اصلاح ہو جا دیں گے۔ جو مصنف سے ارادی یا غیر ارادی طور پر واقع ہوئی ہیں۔ اعتراف بعض مقامات کے متعلق اپنی بات کے مطابق کچھ عرض کرنا ہے:

(۱) فاضل مترجم نے چودہ مقامات کی نشان دہی خود فرمائی ہے۔ اس لئے ان پر کچھ بعد میں عرض کیا جائے گا۔ فی الحال تو صرف یہی عرض ہے کہ کتاب میں بہت ایسی باتیں درج ہیں جو اسلام، باقی اسلام علیہ وسلم کی ذات اقدس سے کسی طرح بھی مناسبت نہیں رکھتیں۔ بلکہ غلط اصل ہیں۔ مثلاً علم نبوی کے متعلق کہا:

(۲) علم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس پر عتاب بنا ہوا تھا۔ مدہ

انالہ۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو بت پرستی کو دنیا سے مٹانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ ان کی فوج کے کسی حصہ کا نہیں بلکہ خود ان کا علم (جھنڈا) ایسا ہو کہ جس پر عقاب بنا ہوا ہو۔ ”سوخت عقل ز جبر“ کہ این چہ بوالعجب است“ اس عبارت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یا تو مصنف صاحب عربی تاریخ، عربی ادب

اور اسلامیات سے بالکل ہی ناواقف ہیں۔ اور یکسی مصلحت کی وجہ سے یہ تحریر فرما گئے ہیں۔ اس کو واضح کرنے کے لئے ذائقہ میں سے عرض ہے:

عَلَمٌ كَمَا مَقَامِ اسْلَامِ سِرِّ پیلے | اسلام سے پہلے بھی اہل مکہ میں

ایک خاص عمدہ علمبرداری کا قائم تھا۔ جس کا نام ان کی اصطلاح میں عقاب تھا۔ عقاب کا معنی بڑا جھنڈا ہے۔ اسی العلم الضخم (جمع بحار الانوار)۔ قومی نشان (دوار) قلعی نے ۱۲۳۷ھ میں بنایا تھا (سیرۃ اوشلی ۱۵۵)۔ رحمتہ ۱۲۹۰ھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تھے تو آپ نے ضروریات میں علم کو بھی داخل فرمایا۔ چنانچہ پہلے چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں ہوا کرتی تھیں۔ غزوہ خیبر کے وقت آپ نے بڑے جھنڈے تیار کرائے۔ جھنڈے بڑی کافی مقدار میں تھے۔ بعض پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ اور بعض پر سفید چاند بنا ہوا تھا۔ مگر آپ کی طرف جس پرچم کو نسبت کی شرافت حاصل تھی وہ سیاہ اور سفید رنگ کے دھاری دار کپڑے کا تھا۔ اسی کا نام عقاب تھا۔ اس کپڑے کو پسند کرنے کی وجہ مختلف طور پر بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً: یہ رنگ اس لئے اختیار کیا گیا تھا کہ دور سے بھی نظر آئے۔

(۲) اس میں اسلامی عدل کی طرف اشارہ تھا۔ کہ میان گوسے کاٹنے کی تمیز اور ان کے درمیان حقوق کا فرق نہیں ہے۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کی طرف اشارہ تھا۔ کہ آپ سب انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔

(۴) یہ رنگ رعب اور ہدایت پر دلالت کرتا ہے۔ عوب کے قبائل ایسے لباس کو پسند کرتے تھے کہ یہ چلتے کی شجاعت پر دلالت کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم آئی جس کا لباس اسی طرح کا تھا۔

الفرض! عقاب اس پرچم نبوی کا نام تھا۔ یہ نہیں کہ اس پر عقاب کی شکل بنی ہوئی تھی۔ غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ اور جعفر طیار رضی اللہ عنہم اسی علم کی حفاظت میں شہید ہو گئے۔ آپ کے مرثیہ میں حضرت حسان ثانی نے کہا: (از کلام الملوك ۲۱۹)

لَقَدْ جَزَعْتُ وَقُلْتُ حِينَ نَحْنُ لِي
مَنْ تَجَلَّادٍ لَدَى الْعُقَابِ وَظِلِّهَا!

(ترجمہ) جبکہ تمہارے انتقال کی خبر پہنچی تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ اور میں نے بے ساختہ یہ کہا: کہ اب کون عقاب اور اس کے سائے کے قریب جنگ کریگا؟

یہ اس عقاب کی مختصر سی تشریح ہے جسے فاضل مصنف نے عقاب کی تصویر قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور جھنڈے بھی تھے۔ ایک جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔ جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ اس کا نام زینت تھا۔ سنن ابی داؤد میں ایک زرد رنگ کے جھنڈے کا ذکر بھی آیا ہے۔ ایک اور جھنڈے کا ذکر بھی آتا ہے جس میں سفید ہلال بنا ہوا تھا۔ (اسد الغابہ)۔ غزوہ ذات الرقاع کا نام اسی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ کہ اس میں جو جھنڈا استعمال ہوا کیا گیا تھا۔ اس میں سب پونگے ہوئے تھے۔ التنبیہ لسعودی امید ہے کہ فاضل مترجم اسکی تصحیح اور تنقید کر کے دوسرا ایڈیشن میں تلافی فرمادیں گے؟

مسائل و مسائل

(الاحکام)

(۱) جس شخص نے حج فرض یا دو اس پر فرض ہونے کے ادا نہ کیا ہو اسکو حج بدل کے لئے نہ بھیجا جائے۔

(۲) اگر ایسا شخص ہے کہ جس نے حج ادا نہیں کیا۔ اور فقیر ہے۔ لیکن شفیق اور پرہیزگار عالم اور حج کے طریقوں کو خوب جانتے والا ہے۔ اور ایسا دوسرا آدمی نہیں جو ان اوصاف سے موصوف بھی ہو اور حج بھی کر چکا ہو تو پھر بلا شک اسے مسجد یا جائے۔ کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ایسا آدمی ملتا ہو جو حج بھی کر چکا ہو اور ان اوصاف سے بھی موصوف ہو تو افضل ہے کہ اسکو ترجیح دیدی جائے۔ مندرجہ بالا حکم فقہاء کی ان عبارتوں سے حاصل کیا گیا ہے :-

وفي البدائع والصنائع لمالك الحلاء العلامة الكاساني و
وسواء كان الحاج (النائب) قلا حج عن نفسه او كان
صروا (اعلم بحج عن نفسه) انه يجوز في الحالكين
جميعا الا ان الافضل ان يكون قد حج عن نفسه. و
قال الشافعي لا يجوز حج الصوخته عن غيره. ووقع
حجبه عن نفسه ويفضّل النفقة الخ. دلائل جابین نقل
کرنے کے بعد کہتے ہیں الا ان الافضل ان يكون قد حج عن
نفسه لانه بالحج عن غيره يصير تاركا اسقاطا لفرض
عن نفسه فيتمكن في هذه الاحاجاج ضرب كراهة
ولانه اذا كان حج مرة كان اعماق بالناسك وكذا
هو ابدل عن محل الخلاف مكان افضل والحديث
محمول على الافضلية توفيقا بين الدلائل (دائع ج ۲)
علامہ عثمانی حدیث شعبہ کی شرح لکھتے ہوئے فتح الملہم

سوال: ہر کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پر حج فرض ہو چکا ہے۔ لیکن بوجہ عذر شرعی کے کہ عطل پہنچ نہیں سکتا ہے۔ اور حج بدل کر دانا چاہتا ہے کیا یہ شخص ایسے شخص کو حج بدل کیلئے بھیج سکتا ہے جس نے ابھی اپنی طرف سے پہلے حج نہیں کیا۔ یا ایسے شخص کو بھیجے جس نے پہلے اپنی طرف سے حج کر لیا ہو۔ بلیغوا ترجہا وا۔ (مبارک علی)

الجواب: ہر جو شخص کسی عذر شرعی کی وجہ سے حج فرض خود ادا نہ کر سکتا ہو وہ اپنی طرف سے حج بدل کے لئے دوسرے شخص کو بھیج سکتا ہے۔ اگر اس دوسرے شخص نے اس سے پہلے حج نہ بھی کیا ہو تب بھی وہ حج بدل کر سکتا ہے۔ البتہ اگر اس پر خود حج فرض تھا اور اپنا فرض ادا نہیں کرتا اور دوسرے کی طرف سے حج بدل ادا کرتا ہے تو اس میں کراہت ہے۔ لہذا ایسی صورت میں ایسے شخص کو جس پر خود حج فرض ہو بدل کے طور پر نہ بھیجنا چاہئے۔ کراہت سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ہاں اگر وہ دوسرا شخص فقیر ہے۔ یعنی اس پر شرعا خود حج کرنا فرض نہیں ہے۔ تو ایسے شخص کو حج بدل کے لئے بھیجنا بالکل جائز ہے حج بدل ادا ہو جاتا ہے۔ ہاں البتہ علماء و کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ افضل صورت یہ ہے کہ ایسے شخص سے حج بدل کرایا جائے جس نے اس سے قبل حج ادا کر دیا ہو۔ اسکی وجہ یہ کہ جس شخص پہلے حج کر چکا ہو وہ تجربہ کی بنا پر مناسباً حج کو عمدگی اور صحت کے ساتھ ادا کر سکے گا۔ نیز اس مسئلہ میں امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ جس نے پہلے حج نہ کیا ہو وہ حج نہیں کر سکتا۔ تو اس اختلاف سے بچنے اور بالکل متفقہ صورت اختیار کرنے میں بہتری ہے۔ لہذا اس مسئلے کی صورت یوں سمجھیے کہ اگر

شرع میں مسلم میں تحریر فرمایا ہے :-

واستدل بجوم حدیث الباب علی جواز صیحة حج من لم یحج نیابة عن غیره ویقال له حج الضرورة بالصا والهملة وهذا مذهب الخنفیة سہم اللہ تعالیٰ فصیح فی الد والختر بجوازہ ولکن قال ان غیرہ اولیٰ لحد الخلاف (فتح الملہم ج ۳) قال العلامة الشامی قولہ بعد جم الخلاف ای خلاف الشافعی فانہ لا یجوز حجة ولا یحقیق ان التحلیل یفید ان الکراهیة تنزیہاً لان مرعاة الخلاف مستحبة فافہم (شامی ج ۲ ص ۷)

اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق کر کے آخر میں لکھا ہے :-

یفید جوازہ عن اخیر مطلقاً وحدیث شریفة یفید استمباب تقدیم حجة نفسه وبذلک یحصل الجمع ثبت الویة تقدیم الفرض علی النقل وح جوازہ والذی یقتضیہ النظم ان حج الضرورة عن غیرہ ان کان بعد تحقق الوجوب علیہ بملک الزاد والاحالة والصحة فهو مکروه کراهة تحمییم لانه یتضیق علیہ والحالة هذه فی اول سنی الامکان فیا تم بترکہ وکذا الرتنل لنفسه مع ذلک یصح لان النهی لیس لعین العج للفعول بل لغيره وهو خشية ان لا ید ساء الفرض اذ اللوت فی سنة غیر نادیه فعلی هذا یجمل قولہ علیہ الصلوۃ والسلام حج عن نفسك ثم عن شریمة علی الوجوب ومع ذلک لا ینفی الصحة ویجمل ترک الاستفصال فی حدیث الخنمية علی علمہ بانها حجت عن نفسها اولاً وان لم یر والناس طریقی علمہ بذلک جمعا بین الادلة کلها

اخری دلیل التضییق عند الامکان وحدیث شریمة والخنمية واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ انتہی۔

علامہ شامی نے بھی اس مسئلہ کی خوب تحقیق کی ہے۔ جس کو پیش نظر رکھنے کے بعد مسئلہ کی مختار صورت وہ نکلتی ہے جو آپ کے سامنے عرض کی گئی ہے :

ترجمہ : مر عام طور سے حضرات علماء خنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ تشعیہ عورت کے واقعے جس کا ذکر صحیحین اور دوسری کتب حدیث میں ہے استدلال کرتے ہیں جیسا کہ سابقہ حوالوں میں اشارہ بھی کیا گیا ہے، مگر اس استدلال پر ایک اشکال وارد کیا جاتا ہے۔ کہ صحیح بخاری سے استنباطاً اور ضائی شریف کی روایت سے مرسیا معلوم ہوتا ہے کہ اس تشعیہ عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ کی رات گزار کر صبح کو مسئلہ پوچھا تھا۔ تو

ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ تو ممکن نہیں کہ وہ یہ پوچھتی ہو کہ کیا اپنے والد کی طرف سے اس سال حج کر سکتی ہوں۔ اس لئے کہ حج کا وقت تو گزر گیا تھا۔ لہذا اس کا مطلب یہی تھا کہ اس دفعہ تو میں نے اپنی طرف سے حج ادا کر دیا۔ آئندہ سال اپنے والد کی طرف سے نیا حج کر دوں۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ کیا تو نے اپنی طرف سے حج کیا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ خود اپنا حج ادا کر چکی ہے۔ اس لئے صرف یہ ارشاد

فرمایا کہ ہاں اپنے والد کی طرف سے حج کر سکتی ہو۔ اور شہرہ کی طرف سے احرام باندھنے والا اور تبلیہ کرنے والا شخص پہلے حج ادا نہ کر چکا تھا۔ لہذا آپ نے اس شخص کو فرمایا حج عن نفسك ثم حج عن شریمة۔ غرض یہ ہے کہ حدیث تشعیہ میں مقتد ہے مطلق نہیں۔ تو اس سے ضعیف کا استدلال کہاں درست ہو سکتا ہے۔

اس اشکال کا جواب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے مشہور مجموعہ مسائل حنفیہ

ہوا۔ ہر الواحہ میں ۱۰ یا ۱۱ ہے کہ ہاں ختمیہ کی حدیث میں یہ احتمال ضرور ہے۔ اور اس احتمال کے بعد احتمال محددش ہو جاتا ہے۔ لیکن خفیہ کے پاس اصل مسئلہ کے ثبات کے لئے ایک دوسری دلیل بھی ہے۔ بخاری شریف میں ایک جمنیہ عورت کا واقعہ بھی لکھا ہے۔ ان اہماء ذن جمنیہ تبارت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نقالت ان اخی تذازت ان تجع فلم یسج یستی ماتت انا حج عنہا تلحی عنہا ابراہیم لوکان علی املک اکنت قاضیة اقضوا لہ فارلہ لحق بالوفاء۔ بخاری شریف ۱۶ ص ۱۷۷

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج عن الغیر کو قضا والہ عن الغیر کے ساتھ حکم میں ملحق کر دیا اور دوسرے کی طرف سے دین اور نہ نے میں یہ شرط نہیں کہ ضرور پہلے اپنی طرف سے دین ادا ہوا ہو۔ تو اسی طرح حج میں بھی یہ شرط نہیں کہ پہلے خود حج کر چکا ہو۔ ہاں البتہ برہہ والی حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ خود فرض حج ادا نہ کیا ہو تو ایسا کر نامناسب نہیں۔ اور فقہاء بھی ایسی صورت کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔ الغرض احادیث سے خفیہ کا استدلال صحیح ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۹

کہ میرا خسارہ نیلا ہو گیا۔ آپ کی وفات ۱۱۰ھ میں بزمانہ خلافت حضرت فاروق اعظم رضہ واقع ہوئی۔ ان کی سند سے کل دس حدیثیں کتب حدیث میں مروی ہیں۔

۱۱، اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

آپ حارث بن زین کی لڑکی ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام مہند بنت عوف ہے۔ آپ کا سابق نام برہ تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ تجویز فرمایا۔

پہلا نکاح آپ کا مسعود بن عمر ثقفی سے ہوا۔ اور نکاح ثانی ابواہم سے اور ان کا تیسرا نکاح شہد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ منقول ہے کہ میمونہ رضہ بی بی ہیں، جنہوں نے اپنی جان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دی تھی۔ اور آپ کی شان میں آیت وامراء مؤمنات ان وہبت لفسھا الذبحی نازل ہوئی۔ آپ کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا۔ اور جس مقام پر آپ کی وفات ہوئی، اُس مقام کو میمونہ کہتے ہیں۔ اور ان کی سند سے کتب حدیث میں چتر حدیثیں ہیں۔ سات صحیح بخاری میں اور پانچ صحیح مسلم میں۔ باقی اور حدیثوں کی کتابوں میں ہیں +

بقیہ ص ۲۲

کے کام پر اسے لگاتے گئے۔ پھر آپ نے کچھ ثبوت اعمال ان کی زندگی میں حاصل کرنے شروع کئے۔ اس دعوت اور ان اعمال سے ان کے دل کو ایک نئی لذت سے آشنا کیا۔ یہ لذت آشنائی اپنا کام کر گئی۔ دل دوسری لذتوں سے بیگانہ ہونے لگا۔ اور پھر ان کے ایک جھٹکے میں دل کا رشتہ ان سے ٹوٹ گیا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

لذا لذت نفسانی کے تسلط کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حکمت سے ختم کیا۔ اور اسی کے بدولت آپ کو ایسی کامیابی حاصل ہوئی جسکی کوئی مثال نہیں۔ وپچاس افراد نہیں بقیلہ کے قبیلہ اور بستیوں کی بستیوں قیامت تک کیلئے پکبازی اور عفت کردار کا ایک ریکارڈ قائم کر گئیں۔

آج جن لوگوں کا دل اس حالت کو دیکھ کر کھٹکتا ہے۔ اور اسے بدلنے کیلئے تڑپتا ہے ان کیلئے راہ کھلی ہے اور اسوۂ حسنہ کی روشنی ہر قدم پر رہنمائی کیلئے موجود ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی سَہْوِلِہِ الْکَرِیْمِ +

مؤمنین کی مائیں

(از جناب ماسٹر ظہور الحق صاحب)

احادیث میں توازن و اج مصلحت کی شان و مرتبہ کا بڑے
پر شوکت انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ مگر صرف اختصار کی وجہ سے
ایک حدیث درج کی جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں ہمیں نکاح کیا ہے کسی عورت
 سے اپنا اور ہمیں نکاح کیا کسی مرد سے
 اپنی بیٹیوں کا لیکن اس وقت جبکہ
 آئے مرثیہ ہرے رنگے اس کا

احادیث تو ایک طرف رہیں، خود قرآن میں خدا نے علیم وخبیر نے جا بجا ان کا ذکر فرمایا۔

سورۃ اخواب کے رکوع ۴ میں ارشاد ہوتا ہے :

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لَسْتَ
کَا حَدٍ مِّنَ الْنِّسَاءِ

اے رسول کی جیسی باتم اور عورتوں
کی طرح نہیں ہو یعنی تم تمام عورتوں
میں بہتر ہو۔

دوسری جگہ فرمایا جاتا ہے :

انما یرید اللہ لیبہا
عنکم الرجس اهل
البیت ویطہرکم
تطہیرا۔

اس آیت کے متعلق منکرین قرآن کو کلام ہے کہ یہ آیت
ازواج مطہرات کی شان میں نہیں ہے۔ کیونکہ اس آیت میں جمع

مذکر کے بیٹے ہیں۔ عورتوں کے لئے مونث کے بیٹے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مگر وہ اسکو نہیں دیکھتے کہ لفظ اہل بیت سے سوائے عورتوں کے کوئی مرد مراد نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ کلام عرب اور فقہاء عربیت کے اقوال و اشعار میں اسکی شہادت موجود ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں ایک دو سر ہی جگہ ارشاد ہوتا ہے:

قالوا تعجبين من امر
الله رحمة الله وبركاته
عليكم اهل البيت -

کیا تعجب کرتی ہو اللہ کے حکم سے
رہمتیں اور برکتیں ہر دم پر لے
اہل بیت (علیہم السلام) کی ہی،

یہ آیت حضرت ابراہیمؑ کی بی بی کے متعلق ہے۔ اس آیت میں لفظ اہل بیت کا استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس سے صرف عورت مراد ہے۔ نہ کہ مرد۔

سورۃ قصص کے رکوع ۱۱ میں فرمایا جاتا ہے :-

تھا۔ یہاں پر یہ بھی لکھا ہے کہ: **قَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مِثْلِ مَا تَكْفُلُونَ؟ لَكُمْ وَهَمُّكُمْ**۔ اس آیت میں بھی لفظ اہل بیت کا ذکر کے
 صیغوں کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت موسیٰ

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اذا سراى ناسرا فقال | جب موسیٰ نے آگ دکھی تو

لاہلہ امکشوانی
انست ناسرا۔

ایک اور بزرگ ارشاد ہوتا ہے :-

اذ قال موسى لاهله انى انست ناسرا - جب کہا موسیٰ نے اپنی بی بی سے میں نے دیکھی ہے ایک۔

باجود ان زبردست خدائی بیان کردہ فضائل و مناقب کے کچھ لوگ ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ و حضرت حفصہؓ منافق تھیں۔ نعوذ باللہ۔ اگر یہ منافقہ ہوتیں تو پھر ول خدا ان سے نکاح کرتے ؟

کیونکہ خدا نے تعالیٰ پارہ ۵ سورہ بقرہ کو ج ۲ میں فرماتا ہے۔ ولا تنكحوا للشعراء کنت یعنی اور نہ نکاح کرو تم شرک والی حتیٰ یؤمن عورتوں سے جب تک وہ مومن نہ ہوں۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو احکام آہی پر سب سے زیادہ فطرتاً حاصل تھے۔ ان سے نکاح فرمانا بھی ان کے مؤمن ہونے کی دلیل ہے۔

سورہ اعراب میں حضرت سنی کا ارشاد ہے۔

يا ايها النبي قل لا اواحك لى بنى اكد يخجى اپنی بیبیوں کو ان کنتن تردن الحیوة اگر تم دنیا اور دنیا کی عیش و عشرت الدنیا رزینہا فتعالین کی طاقت ہے تو آؤ تم کو بہت امتعن واسرحکن خوبصورتی کے ساتھ نصرت سراحاً جمیلاً۔ (یعنی طلاق دیدوں،

اور یہ کہیں سے ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ حضور صلعم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دی ہو۔ لہذا اس سے معلوم ہوتا کہ ازواج مطہرات نہ طالب دنیا ہوتیں۔ اور نہ اس کے عیش و عشرت کو اختیار کیا۔ بلکہ دنیا و دنیا کی ساری دولت، ہفت اقلیم کی بادشاہت پر لات مار کر سرکار نبوت پناہ کی جوتیوں سے اپنی آنکھیں جبا کرنا پسند نہیں کیا۔

۴۱ سورہ اعراب کے رکوع ۱۱ میں ارشاد ہوتا ہے :-

النبي اول بلو منین لے ایمان والو اپنی جان سے

من انفسهم زیادہ تعلق رکھو نبی سے۔ اور

وازواجہ اسکی بیبیوں۔ کیونکہ وہ تمہاری

اقہتہم۔ بائیں ہیں۔

اس آیت سے کمال قصیدت ازواج مطہرات کی واضح ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا نے مؤمنین سے کہا کہ وہ اپنی جان سے زیادہ جس طرح نبی کو دوست رکھیں، اسی طرح رسول کی بیبیوں کو بھی دوست رکھیں۔ کیونکہ وہ تمہاری بائیں ہیں۔ اور جو مرتبہ ماں باپ کا خدا نے بیان کیا ہے، اسکو ملاحظہ فرمائیے۔ حدیث ہے کہ اپنی بندگی کے ساتھ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری اور اطاعت کرتے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

واعبدوا الله ولا تشركوا اور بندگی کرہ اللہ کی۔ اور نہ بل شیئاً وبالوالدین شریک کر واس کے ساتھ کسی کو احسانا۔ اور ماں باپ سے نیکی کرو۔

اس کے علاوہ خدا نے ماں باپ سے اس قدر تکریم کرنے کا حکم دیا ہے۔ کہ اگر ماں باپ سے کچھ غلطی ہو جائے تو انکو آف نہ کہو۔ چہ جائیکہ ان کو برا بھلا کہنا بہت بری بات ہے۔ پارہ ۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳۱ :-

وقضى سرہاء الاقرب والکبر اما یبلغن عندک الکبر الا اایلا وبالوالدین احساناً سو کسی کو اور ماں باپ سے بھلائی اگر وہ اگر بھی بچے تیرے سامنے احدھا او کلھما فلا تنقل لھما پرھائے کو ایک یا دونوں تو نہ کہو اف ولا تنھما وقل لھما انکواف اور نہ پھر کو ان کو۔ اور قولاً کدیماً۔ الخ ادب کے ساتھ ان سے بائیں کیا کرو۔

یہ ہے قصیدت ماں باپ کی کیا ان سے یہی برتاؤ کرنا چاہیے اسی ہمت کے مظاہرے کو مد نظر رکھ کر مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے :- لے ایمان والو اتم کو جائز نہیں کہ وھا کان لکم ان

تَوْذَارِ سَوَّلِ اللّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ
تَنْکُوْا اَزْوَاجَہُمْ مِنْ بَعْدِ مَا بَدَا لَہُمْ
یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اگر تم رسول کی بیبیوں سے
نکاح کرو گے تو رسول کو تکلیف ہوگی۔ جب نکاح کرنا رسول کی
بیبیوں سے رسول کبھی گوارا نہیں کرتا تو ان کے ساتھ ہی
کسی قسم کی گستاخی کرنا کب گوارا ہو سکتا ہے۔

اب یہاں تک بات پہنچ جانے کے بعد سخت ناسپاسی
ہوگی۔ اگر ہم بھلا اُن ذوات مقدسہ کے مختصر حالات سے اپنے
بھائیوں کو نہ آگاہ کریں۔

۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ

آپ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قعلی بن کلاب کی
معا بنوادی ہیں۔ آپ کا نسب مبارک قعلی میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے جا کر مل جاتا ہے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ
بنت زائدہ قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تھیں۔

حضرت خدیجہ کی کنیت ام ہند ہے۔ آپ کا پہلا نکاح
عقیق بن عائد سے ہوا تھا۔ اور ان سے ایک دختر اور فرزند تولد ہوا
اور عقیق کے بعد ابو ہالد بن نباش سے نکاح ہوا۔ اور ان کے دو
لڑکے ہالد اور ہند پیدا ہوئے۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ بڑی عقلمند و فریسی اور والدہ رتھیں
ایام جاہلیت میں آپ کو طاہرہ بھی کہتے تھے۔ آپ کے فضائل
کتب احادیث میں بہت ہیں۔ یہاں چند خصائص تحریر کئے جا
ہیں۔ اول یہ کہ جب تک حضرت خدیجہ الکبریٰ زندہ رہیں
مفسور مسلم نے دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

بخاری و مسلم میں حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ:۔
خیز نسائہا خلد یحیٰۃ اس امت کی عورتوں میں سے
بنت خویلد۔ بہتر خدیجہ بنت خویلد ہے۔

حضرت خدیجہ کی شخصیت اسلام میں اتنی زبردست ہے
کہ بارہا خود خدا نے آپ کو بواسطہ جبریل سلام بھیجا ہے۔
بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے:۔
فاذا اتتک فاقس علیہا سلام من ربہا ومخی۔

چوتھے، مفسور مسلم کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم
کے انہیں کے بطن سے تھی۔ ابو ہالد کے انتقال ہو جانے پر
بعوض پانچویں درہم ہر کے مفسور مسلم کے نکاح میں آئیں۔

اُس وقت آپ کی عمر چالیس سال اور رسول خدا کی عمر پچیس
سال کی تھی۔ آپ کی وفات بعمر پینتھ سال نبوت کے دسویں
سال بباد مبارک واقع ہوئی۔ آپ کا مدفن مقبرہ عجون ہے۔
آپ کی وفات شریف سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کو بہت رنج ہوا۔ حتیٰ کہ اس سال کا نام آپ کا عام الغزن رکھا۔

۲۔ اُمّ المؤمنین حضرت سودہ

آپ کے والد کا نام زمعہ بن قیس تھا۔ آپ کا نسب بھی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے لوی میں جا کر مل جاتا ہے۔ آپ
کی کنیت ام الاسود ہے۔ شروع نبوت میں بمقام مکہ معظمہ آپ
اسلام لائیں۔ پہلے آپ کا نکاح آپ کے چچا کے بیٹے سکران صحابی
سے ہوا۔ حضرت سودہ نے سکران کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت
کی۔ بعد ایک مدت کے مکہ معظمہ میں واپس آئیں۔ سکران کے
انتقال کے بعد نبوت کے چودھویں برس بعد وفات حضرت
خدیجہ اور قبل نکاح حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیوض چار سو دہم کے نکاح کیا۔

شہد میں جب رسول اللہ نے آپ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا
حضرت سودہ عرض کرنے لگیں کہ یا رسول اللہ آپ مجھ کو طلاق
نہ دیجئے۔ اور میری آرزو ہے کہ میں بروز قیامت آپ کی ازواج میں
مشہور ہوں۔ آنحضرت نے سودہ کی درخواست منظور فرمائی۔

سورۃ نساء رکوع ۱۹ کی آیت :-

وان احصاۃ خافت من بعلمها نشوزا واعمالا فضا۔

انہیں کی شان میں ہے۔ آپ کی روایات سے کتب حدیث میں صرف پانچ حدیثیں ملتی ہیں۔ ایک حدیث بخاری میں اور چار حدیثیں سنن اربعہ میں۔ اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ عشاءؓ میں بڑا مائدہ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ وفات ہوئی۔ اور بعضوں نے عشاءؓ وفات کی تاریخ بھی ہے۔ مگر جمہور اس طرف ہیں کہ آپ کی وفات حضرت فاروق اعظمؓ کے آنور مائدہ خلافت میں ہوئی۔

(۳) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

آپ کے والد کا اسم گرامی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ آپ کا نسب پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کے آٹھویں پشت میں ملتا ہے۔ اور آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے۔

آپ کی والدہ رومان بنت حمیر ہیں۔ آپ بڑی فصیحہ بلیغہ متقیہ و فقیہہ تھیں۔ سلف سے منقول ہے کہ چارم حصہ احکام شریعہ کا مسلمانوں کو آپ سے پوچھا۔ عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ معافی قرآن کے جاننے میں حضرت عائشہؓ شہب صحابہ کرام میں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے فضائل میں احادیث بہت ہیں۔

بخاری و مسلم میں ہے :-

یا عائشہؓ ہذا جب ریل یقراء السلام ایک دن فرمایا اے عائشہؓ! یہ جبریل قالت وعلیہ السلام آئے ہیں۔ تم کو سلام کہتے ہیں۔ ورحمۃ اللہ۔ آپ نے انہیں وعلیکم السلام فرمایا۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی بیٹی فاطمہؓ سے فرمایا :-

یا بنیۃ الاتحیین ما

أحب

قالت بلیٰ فاحببن

ہذا۔

اے بیٹی! کیا دوست نہیں رکھتی

تو اسکو جس کو میں دوست رکھتا

ہوں۔ فاطمہ عرض کرنے لگیں میں

یقیناً اس سے محبت کرتی ہوں جس

سے آپ محبت کرتے ہیں۔

آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ اچھا عائشہؓ سے محبت کیا کرو۔ اور جس

چیز سے اسکو صدمہ پہنچتا ہو اسکو زبان پر نہ لایا کرو۔

اسی بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اے ام سلمہؓ

تو مجھ کو رنج نہ دے عائشہؓ کے بارے میں۔ اس واسطے کہ سوائے

عائشہؓ کے تم سے کسی عورت کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں اترتی۔

علاوہ احادیث کے قرآن کریم میں حضرت عائشہؓ کی فضیلت مذکور

ہوئی ہے۔

سورۃ نور انہی طہارت اور عظمت کی دلیل ہے۔ اور حضرت

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ کو تمام ازواج مطہرات میں چند باتوں کی

فضیلت اور خصوصیت ہے۔ اول بکرہ عورت سوائے میرے

کوئی نہ تھی۔ دوم کسی بی بی کے ماں باپ دونوں نے ہجرت فی

سبیل اللہ نہیں کی۔ تیسرے میری پائی خدائے قرآن میں میان فراموشی

جو تھے سوائے میرے کسی بی بی کے لحاف میں وحی نازل نہیں

ہوئی۔ پانچویں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے

زانو پر ہوئی۔ چھٹے آنحضرتؐ کی وفات میرے مکان میں ہوئی۔

اور میرے ہی حجرے میں آنحضرتؐ دفن ہوئے۔ وغیرہ۔

حضرت عائشہؓ کو نکاح بعد اتغال حضرت خدیجہ الکبریٰؓ

کے مکہ میں شوال ۷ھ مدینہ میں دسویں سال نبوت کے، ہجرت

سے تین برس پہلے ہوا۔ آپ کا نمبر پانچ سو درہم طے ہوا تھا۔ آپ نے

عارضہ رمضان ۱۰ھ کو بھر جھیا ۱۰ سال وفات پائی۔ آپ کی روایت

سے وہ ہزاروں و سو دس حدیثیں کتب صحاح میں مروی ہیں۔ ایک

چوتھر متفق علیہ ہیں۔ جس میں بخاری شریف میں ۳۴۷۷ حدیثیں

شریف میں اٹھائیں۔ باقی اور دوسری کتابوں میں ہیں۔

(۴) اُم المؤمنین حضرت حفصہ

آپ حضرت عمر فاروق بن خطاب کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام زینب تھا۔ آپ نبوت کے پانچویں سال قبل ہجرت پیدا ہوئیں۔ پہلے خاوند آپ کے حضرت قیس بن مضافہ جو حبشہ کے حاضرین بدو سے تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو فاروق اعظم نے حضرت عثمانؓ سے حضرت رضیہ کی وفات کے بعد پیغام دیا۔ مگر آپ اس وقت بہت غموں میں تھے اس لئے آپ نے یہ کہہ کر سوچ کر جواب دوں گا، ٹال دیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ عثمان کو تمہاری لڑکی سے بہتر بی بی اور تمہاری لڑکی کو خاوند عثمان سے بہتر عطا کرے گا۔ بعد آپ نے حضرت عثمان کے نکاح میں اپنی دو مری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو دیدیا۔ اور سُنَّہ میں حضرت حفصہ سے خود نکاح کر لیا۔ حضرت حفصہ کی وفات سُنَّہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ کے فضائل بکثرت ہیں۔ آپ کی روایات سے ساٹھ حدیثیں اس وقت موجود ہیں جس میں چار متفق علیہ ہیں۔

(۵) ام المؤمنین حضرت زینبؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے والد کا نام زویہ بن حارث ہے۔ پہلا نکاح آپ کا طفیل بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا۔ جب اس نے طلاق دی تو عبیدہ بن حارث سے جو کہ طفیل کے بھائی تھے نکاح کیا۔ جب عبیدہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے تو بعد انقضائے عدت بیاہ مرفعا سُنَّہ میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ اور کنیت آپ کی بسبب طعام مساکین و شغقت و رحمت و احسان کرنے کے ام المساکین تھیں۔ صرف آٹھ مہینہ زندہ رہیں۔

یعنی ماہ ربیع الثانی سُنَّہ میں وفات پائی۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(۶) اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ ابو امیہ سہیل بن مغیرہ مخزومیہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کا نام ہند تھا۔ اور کنیت ام سلمہ۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ آپ کو بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں۔ پہلے خاوند آپ کے ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد اللہ تھے۔ ان سے عمر و سلمہ و زینب و زہرہ پیدا ہوئے۔ جب ابو سلمہ غزوہ احد میں مجروح ہو کر فوت ہو گئے۔ آپ کو بہت رنج ہوا۔ اور آپ نے ایک دعا پڑھنا شروع کی۔ جس دعا کی نسبت روایت اپنے خاوند سنا تھا۔ کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ ان کلمات کو زبان سے کہے، پس اللہ تعالیٰ اس کو اس فوت شدہ چیز سے بہتر عنایت کرے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔

اِنَّاللہَ وَاَزَالِیْہٖ سَاجِدُوْنَ اللہمَّ عِنْدَ احْتِسَابِ مَصِیْبَتِیْ لَہٗذَہٗ اللہمَّ اخافِئْ فِیْہَا خَیْرًا۔ آپ اس دعا کو پڑھتی تھیں اور اپنے دل میں کہتی تھیں کہ ابو سلمہ سے بہتر خاوند کہاں مل سکتا ہے؟

اس دعا کا ثمرہ یہ ہوا کہ بعد انقضائے عدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام مخاطب ابن بلتعہ کے ذریعہ سے بھیجا تو ام سلمہ نے کہا کہ اب بوڑھی ہوں اور میرے بچے یتیم ہیں۔ یہ حال سنا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام سلمہ کے پاس تشریف لائے۔ اور ارشاد فرمایا کہ میں تجھ سے عمر میں زیادہ ہوں اور خدا و رسول یتیموں کا طفیل ہے۔ تب ام سلمہ نے سُنَّہ ماہ شوال میں بعوض دس درہم مر کے آنحضرت کے ساتھ نکاح کر لیا۔ آپ کی وفات شہادت امام حسینؑ کے بعد بعمر ۶۰ سال سُنَّہ میں ہوئی۔ روایات آپ کی کتب حدیث

بین تین سو چوبیس ہیں۔ آپ کا دفن بھی جنت البقیع ہے۔

۷) اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

آپ جحش بن ربیع کی بیٹی ہیں۔ والدہ کا نام ایمہ بنت عبد المطلب اور پہلا نام آپ کا برہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام زینب رکھا۔ آپ کا پہلا نکاح زید بن حارثہ کے ساتھ ہوا۔ جب انہوں نے طلاق دیدی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماہ ذیقعدہ ۳۷ھ میں اپنے ساتھ نکاح کیا۔ منقول ہے کہ جب عدت کے ایام گزر گئے تو زید کو بھیجا کہ تم جا کر زینب کو میرے ساتھ نکاح کا پیغام دو۔ زید

نے نکاح کا پیغام پہنچایا۔ زینب نے کہا کہ جب تک میں اپنے اللہ سے مشورہ نہ کر لوں گی اس کا جواب نہ دوں گی۔ زینب نے دو رکعت نماز ادا کر کے دعا مانگی کہ یا اے میرا پیغمبر مجھ سے نکاح کا پیغام کہتا ہے اگر میں اس کے لائق ہوں تو مجھ کو اس کے نکاح میں دے۔ فوراً یہ دعا قبول ہوئی اور یہ آیت کہ میرا نازل ہوئی۔ فلما قضی زینب منہا الخ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت حضرت عائشہ کے مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ اور اُم المؤمنین سے باتیں کر رہے تھے کہ ناگاہ آثار وحی کے ظاہر ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ کوئی زینب کو مبارکباد پہنچا دے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل نکاح میرے ساتھ کر دیا۔ اسی وقت مسماۃ سلیمہ خادمہ نے یہ بشارت حضرت زینب کو بھی پہنچا دی۔ انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور سلیمہ کو انعام سے سرفراز کیا۔ پھر دو مہینہ کے روزے شکرانہ میں رکھے۔ اور بعد نزول آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے۔

معالم میں مرقوم ہے کہ حضرت معلم نے دس دینار اور ساٹھ درہم اور ایک اوٹھنی اور ایک کرتہ اور ایک چادر کلاں اور پچاس مدھیوں اور تیس صاع خورے خشک ہر کے عوض میں زینب کے پاس بھجوائے۔

حضرت زینب سے منقول ہے۔ ایک روز میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو چند فضیلتیں آپ کی تمام بیبیوں پر ہیں۔ اول یہ کہ آپ کے دادا اور میرے دادا ایک ہیں۔ دوم میرا نکاح آپ کے ساتھ آسمان پر ہوا۔ سوم جبریل امین سفیر اور گواہ ہوئے۔ اور آپ کی مرویات کتب حدیث میں گیارہ ہیں۔ دو حدیث متفق علیہ۔ باقی اور کتابوں میں ہیں۔ اور عمر آپ کی ترین برس کی ہوئی۔ اور وفات آپ کی سن ۶۷ھ میں ہوئی۔ آپ کا دفن بھی جنت البقیع ہے۔

۸) اُم المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے والد کا نام حارث بن ابی ضرار بن حبیب ہے۔ پہلا نام آپ کا بھی برہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ رکھا۔ پہلا نکاح آپ کا شافع بن صفوان سے ہوا۔ جب شافع غزوہ بنو معطلق میں قتل ہو گئے تو حضرت جویریہ غیمت میں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جویریہ نے حاضر ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ میں حارث بن ضرار سردار قوم کی بیٹی ہوں۔ اور ثابت اور اس کے بھائی نے مجھ کو رکا کر لیا ہے۔ سو آپ بدل کتابت میں میری اعانت فرمائیں۔ انجناب نے بدل کتابت ادا کر کے جویریہ کو آزاد کر دیا۔ اور ۶۷ھ میں ان سے نکاح کیا۔ اور ان کی وفات بصرہ بیٹھ سال بمقام مدینہ منورہ ۵۶ھ میں واقع ہوئی۔ آپ کا دفن جنت البقیع میں ہے۔

مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح حضرت جویریہ کے پاس سے باہر تشریف لے گئے۔ اور حضرت جویریہ بدستور مصلیٰ پر بیٹھی رہیں۔ جب آنحضرت معلم واپس آئے تو اُم المؤمنین کو اسی طرح ذکر اور تسبیح میں

پڑھا۔ اور سو انتقال ملا کا مہر وکیل ام حبیبہ کو عنایت کئے۔ اور روایت صحیحہ ثابت ہے کہ جب خبر استحکام سلسلہ حقد مناکحت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آنجناب نے شرجیل بن حسنہ کو حبش روانہ کیا کہ ام حبیبہ کو لے آئیں۔ چنانچہ وہ گئے اور ام حبیبہ کو لے آئے۔ ان دنوں آپ کی عمر تیس برس کی تھی۔ آپ کا انتقال بڑا نہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوا۔ اور آپ کا مدفن بھی جنت البقیع میں ہے۔ آپ سے چلیٹھ حدیثیں منقول ہیں۔

۱۰) اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے والد کا نام حمی بن اخطب ہے۔ جو یارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام ضرہ ہے۔ اور آپ کے پہلے خاوند کا نام سلام بن مشکم تھا۔ کنانہ بن ربیعہ سے نکاح ہوا۔ جب جنگ خیبر میں وہ مقتول ہوا تو بعد صبح خیبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ایسروں سے حضرت صفیہ کو اپنے واسطے خاص فرمایا۔ بعض روایتوں میں ہے۔ ایک آدمی نے حضرت سے کہا کہ صفیہ سردار تھی۔ قرطبہ و نغیر اس واسطے آنجناب نے سات لوٹ لیا دھیمہ کلجی کو دیں۔ اور صفیہ کو لیکر آنا دیا۔ اور اپنے نکاح میں لائے۔ آپ نہایت عالمہ و عاقلہ تھیں۔ نکاح کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اسلام کی آرزو رکھتی ہوں اور آپ کی تصدیق کرتی ہوں۔ قبل اس کے کہ آپ مجھ کو بلائیں اسلام کی طرف میں پہلے سے مسلمان ہو چکی ہوں۔ اور مجھ کو مذہب یہودیت سے کچھ علاقت نہیں۔ واللہ کہ اللہ اور اس کا رسول مجھ کو محبوب ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تقریر پسند آئی۔ اور آپ کو آنا ذکر کے نکاح کر لیا۔ اس وقت آپ کی عمر سترہ سال کی تھی۔ حضرت صفیہ کے رخسارہ پر ایک غلا داغ تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ داغ کیسا ہے۔ عرض کی جب آپ خیبر میں تشریف لائے اور محاصرہ کیا تو میں نے دیکھا کہ ایک چاند میری یلین میں آیا ہے۔ میں نے یہ خواب

مشغول پایا۔ ارشاد ہوا کہ میں نے تیرے پاس سے جانے کے بعد تین مرتبہ ایسے چار کلمے کہ اگر ان کا وزن ان تمام وظائف سے جو آج کے دن تو نے پڑھے ہیں کیا جائے تو یہی چار کلمے بھاری ہوں گے۔ یعنی سبحان اللہ و مجدہ و عدا دخلقہ و ذمہ عہ شہ و رضی نفسہ و ملا اذ کلماتہ۔ آپ کی سند سے سات حدیثیں کتب حدیث میں مرقوم ہیں۔ جن میں سے دو بخاری شریف میں اور دو مسلم شریف میں۔ باقی اور کتب میں ہیں۔

۹) اُمّ المؤمنین حضرت حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے والد کا نام ابو سفیان بن حرب ہے۔ آپ کا رب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب قصی میں جا کر مل جاتا ہے۔ اور آپ کی والدہ صفیہ بنت العاص ہیں۔ آپ کا نام ربہ ایک روایت کے مطابق ہند ہے۔ پہلے خاوند آپ کے عبید اللہ بن جحش اردی تھے۔ شروع اسلام میں آپ اور عبید اللہ مسلمان ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

حضرت ام حبیبہ سے منقول ہے، عبید اللہ کے مرنے کے بعد میں نے ایک روز خواب دیکھا کہ کوئی شخص مجھے پکارتا ہے۔ اسکی تعبیر میں نے سمجھی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں داخل ہوں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک روز میں اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی کہ یکایک کسی نے اذن طلب کیا۔ اندر آئے پر معلوم ہوا کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح میرے نام لاتی ہے۔ اس بات کو سنکر میں بہت خوش ہوئی۔ اتنے خوشی کے میں نے اپنے چنانچہ انگوٹھیاں اتار کر اس لوٹدی کو انعام میں دیدیں۔ خالد بن سعید بن ابیہا بن وکیل مقرر کیا گیا۔ اور نجاشی بادشاہ نے مجلس آفاستہ کی اور جعفر بن ابی طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لئے خطبہ نکاح

اسم مبارک عاقب

(از افادلت مولانا حبیب اللہ صاحب مرحوم امرتسری)

اسم مبارک عاقب کے متعلق حوالہ جات قارئین کرام کے
اضافہ معلومات کے لئے درج کئے جاتے ہیں :- (ادخلہ)

- | | |
|--|---|
| (۲۱) شرح طاعلی قادری ج ۱ ص ۲۸۹ و ۲۸۹ | (۱) مجمع بخاری جلد ۱ ص ۲۴۶ و ۲۴۶ |
| (۲۲) مواہب اللدنیہ ج ۱ ص | (۲) مجمع مسلم ج ۲ ص ۲۶۱ |
| (۲۳) روزقانی شرح مواہب ج ۳ ص ۱۱۶، ۱۳۴، ۱۴۲ | (۳) سنن ترمذی ج ۲ ص ۱۰۱ |
| (۲۴) مجمع بحار الانوار ج ۲ ص ۲۰۰ | (۴) شمائل ترمذی باب اہل بایں اہل النبیؐ |
| (۲۵) فتح الارباب ج ۳ ص ۲۱۵ | (۵) مسند احمد ج ۲ ص ۸۳ و ۸۳ |
| (۲۶) مراح ج ۳ ص ۳۰۰ | (۶) مشکل الآثار ج ۲ ص ۵۵ |
| (۲۷) خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۵۵ | (۷) مستدرک ماہم ج ۲ ص ۲۰۰ |
| (۲۸) تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲ | (۸) مشکوٰۃ شریف ص ۵۵ |
| (۲۹) روح للعانی ج ۲ ص ۴۹ | (۹) عمدۃ القاری ج ۴ ص ۵۵ |
| (۳۰) روح البیان ج ۴ ص ۱۸۳ | (۱۰) فتح الباری پارہ ۱۲ ص ۳۱۲ و ۳۱۲ |
| (۳۱) " " ج ۹ ص ۵۰ | (۱۱) ارشاد الساری ج ۴ ص ۱۸ |
| (۳۲) معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۵۸ | (۱۲) فیض الباری ج ۲ ص ۲۴۳ |
| (۳۳) خلاصۃ السیر ج ۲ ص ۲۸۲ | (۱۳) مرقاة ج ۵ ص ۳۶۹ |
| (۳۴) تحفۃ الاخیار ص ۲۵۲ | (۱۴) اشعۃ البعات ج ۲ ص ۵۰ |
| (۳۵) مختصر جامع معرفۃ علم الحدیث (قلمی)، حاشیہ مشکوٰۃ شریف | (۱۵) مظاہر حق ج ۵ ص ۵۱۲ |
| (۳۶) مشارق الانوار عربی حدیث ص ۱۲۸۶ | (۱۶) معنی و مستی ج ۲ ص ۲۳۸ |
| (۳۷) مدارج النبوة ج ۱ ص ۲۹۳ | (۱۷) کشف المغفل ج ۲ ص ۶۴ |
| (۳۸) منارج النبوة ج ۱ ص ۲۰۰ | (۱۸) کتاب الشفاہ ص ۱۰۹ و ص ۱۰۹ |
| (۳۹) حیات القلوب ج ۲ ص ۱۰۴، ۱۰۸ | (۱۹) شمیم الریاض ج ۱ ص ۲۲۱ |
| | (۲۰) نسیم الریاض ج ۲ ص ۳۸۹ و ۳۸۹ |

”بنیادی اور اصولی علاج“

مولانا عتیق الرحمن صاحب پبلی کا یہ مضمون ”نگاہِ اولین“ کے عنوان سے رسالہ الفہام میں شائع ہوا تھا۔ ابتدا میں بالکل معمولی سی ترمیم کے ساتھ ہم اُسے قارئین کرام کی خدمت میں استفادہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اور وہ معمولی سی ترمیم صرف اتنی ہے کہ مولانا ممدوح نے ہندوستان کے متعلق لکھا تھا۔ اور چونکہ بعینہ یہی حالت داعی اور رعایا کی پاکستان میں بھی ہے۔ اس لئے ہم ہندوستان کے لفظ کو بدل کر اس کی بجائے پاکستان لکھ لیتے ہیں۔ باقی مضمون بعینہ وہی شائع کیا جا رہا ہے۔
(ادارہ شمس اسلام)

یہ تہذیب صحیح معنی میں اس تنزل کی یادگار ہے۔ مادی ترقی اور اس تہذیب و تمدن کے درمیان اگر کسی قسم کا تلازمہ ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ان مسلمان ملکوں میں اس کا فطور ہوتا جن کی شاگردی میں یورپ نے ترقی کا سبق پڑھا تھا۔ مگر ایسا نہ ہوا..... الغرض! یہ سراسر فریبِ خود دہی ہے۔ لیکن اس وجہ سے اخلاقی سدھار کی توقع ملک کے موجودہ اربابِ حل و عقد سے نہیں کیجا سکتی۔ اور جو لوگ بظاہر انہی جگہ لیں گے اس معاملہ میں وہ بھی ان کے خلفِ عقد ہی ثابت ہوں گے۔ اسی احساس کے ماتحت ہم نے آخری سطروں میں مسلمانوں کو مخاطب کیا تھا۔ اور آج بھی ہم انہیں سے کچھ مزید کہنا چاہتے ہیں۔

انسانوں کے اخلاق و کردار کو پاکیزہ بنانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اہم مقاصد میں سے تھا۔ قرآن و حدیث اور آپ کی سیرت شہادت دیتی ہے کہ آپؐ عمر بھر اس کی فکر فرماتے رہے۔ آپؐ کی دعوت و تبلیغ اور تربیت و تعلیم کے نتیجے میں سو پچاس افراد نہیں، آبادیاں کی آبادیاں اس مثالی شرافت اخلاق اور عفتِ کردار سے بہرہ ور ہوئیں۔ جس کی کوئی مثالِ بلاِ مبالغہ دنیا آج تک نہیں پیش کر سکی۔ یہ وہ صف آپؐ کے لئے والوں کے عمومی اوصاف میں سے تھا۔ اور ان میں ہر فرد اس چیز کو

گذشتہ اشاعت میں ہم نے ملک کے اخلاقی مسئلہ کا ذکر پھیرا تھا۔ اور چند سطروں میں پاکستان کے اربابِ اقتدار کو بھی مخاطب کیا تھا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اس بابے میں ان حضرات سے کوئی توقع رکھنا جھٹ ہے۔ یہ حضرات وہ ہیں جن کے خللِ عاطفت میں موڑو اخلاقی گراؤٹ کے اسباب پھیلنے پھولتے ہیں۔ ان کی بارگاہوں سے فہم ایکڑ سوں کو اخذ ملتے ہیں۔ ان کے قدم سے سینا گھر زینت پاتے ہیں۔ انہی زبانوں سے مخلوط تعلیم کے لیکچر جاری ہوتے ہیں۔ تبرجِ جاہلیہ کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور بے ججائی کی مدائے عام ملتی ہے۔ یہ کہنے کو مشرقی ہیں مگر سر سے پرتکِ مغرب کے غلام ہیں..... انہوں نے مغربی درمگاہوں میں تعلیم پائی ہے۔ تہذیبِ مغرب سے ان کی نگاہیں غیرہ ہیں۔ اور ان کے دل و دماغ کو اس غلط فہمی نے جکڑ رکھا ہے کہ اہل مغرب کی ترقی میں ان کی اس تہذیب کا بڑا ہاتھ ہے..... حالانکہ یہ خیال بجز فریبِ خود دہی کے اور کچھ نہیں۔ اس تہذیب اور ترقی میں کوئی تلازمہ نہیں۔ نہ اس تہذیب نے یورپ کو ترقی کی منزل تک پہنچایا ہے۔ نہ بالعکس ترقی نے اس تہذیب کو جنم دیا ہے۔ بلکہ اس ننگی تہذیب کا اگر کسی چیز سے تعلق ہے تو وہ ہے یورپ کی روحانی تنزل اور اخلاقی قدروں کی بے قدری

اور مل سکے تو عروج مل جائے۔

سوال یہ ہے کہ علم نبوی کے ماتحت ہمیں اس منکر کے مقابلہ میں کیا کرنا چاہئے۔ اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ طاقت سے روکنے کی طاقت تو ہمارے پاس ہے نہیں۔ ہاں زبان ہم اس کے خلاف ضرور کھول سکتے ہیں۔ مگر بات اب اتنی آگے جا چکی ہے کہ منکر اس حالت کو بلا نہیں جاسکتا۔ ہماری نبی عن المنکر ایک طرف اور سیکڑوں فحش افسانہ نگاروں اور شاعروں، پیچھا سون فلمی اور افسانوی رسالوں اور ہزاروں سینما گھر کی دعوت الی المنکر ایک طرف۔

کوئی معجزہ ہی ہوگا جو یہ نیرومند دعوت سے اثر ہو جائے۔ طاقت کی نبی تو اسے روک سکتی ہے کیونکہ وہ سرخسوں کو بند کر سکتی ہے۔ لیکن بے بسی کی نبی بس ”معد سرائے الی سر بنا“ کے کام آ سکتی ہے۔ اس لئے اگر مسلمانوں کو اپنے فریقہ سے بیکدوش ہونا ہے تو اسکی بس ایک ہی صورت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کا اتباع کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب آنکھ کھول کے چاروں طرف دیکھا تو کچھ ایسا ہی حال نظر آیا تھا۔ بے حیائی، فحاشا، اور عریانیت کا اسی قسم کا سیلاب تھا۔ جس میں آپ کا ماحول ڈوبا ہوا تھا۔ اس زمانے میں عربوں کا ادب دیکھئے، معاشرت کا حال پڑھئے۔ آج سے ایک ہزار چار سو سال پہلے عرب آپ کو ان کمالات میں بیسیویں صدی کے یو ایس سے پیچھے نہیں نظر آئیں گے۔ عورت کا ایک ایک انگ اور تخلیق کی پوری پوری کارروائی آپ کو ان کی شاعری میں ملے گی۔ کھلی مجلسوں میں اقسام کا گلام مستایا جاتا تھا۔ اور شاہ عرو کو خوب داد ملتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں پر براہ راست کوئی زور دار حملہ نہیں کیا۔ آپ نے خدا داد حکمت کا بتایا جو انسان سے اختیار فرمایا۔ اور پوری قوت سے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کی دعوت دینی شروع کی۔ جو جو اس دعوت کو قبول کرتا گیا آپ اسی دعوت

دنیاء میں عام کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ اور جہاں حالت اس کے خلاف دیکھتا تھا تو امکان بھر اسے بدلنے کی کوشش کرتا تھا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں پر منکر کے خلاف یہ روح بھونکنی تھی کہ:

من ساء ای منکم منکرًا جو تم میں سے منکر دیکھے مگر طاقت فلیخیرہ بیلادہ والافلسانہ۔ جو تو، طاقت سے بدل ڈالے۔ نہیں والا فبقلبہ۔ و تو زبان سے کام لے۔ اگر یہ بھی لیس و ساء ذالک نہیں کر سکتا تو کلمہ لپنے دل میں حبۃ خردل اس سے ثمرت لکھ۔ اور جو اس من الایمان۔ آخری درجہ سے بھی محروم ہے اس میں حجتہ برا بھی ایمان نہیں ہے۔ (حدیث)

اس حدیث کے آئینے میں ہم مسلمانوں کو اپنی صورت دیکھنی چاہئے۔ ہمارے چاروں طرف منکرات پھیلے پڑے ہیں۔ اور ان میں سے سب سے تشویشناک و فحاشا اس نوع کے منکرات کی ہے۔ جن سے یہاں بحث ہے۔ یعنی جنسی لذت پرستی، عریانیت پسندی اور فحاشی۔ آج کسی منکر کا جھنڈا اٹا بلند نہیں ہے جتنا اس منکر کا۔ اور کسی منکر کو اتنی آذادی حاصل نہیں ہے جتنی اس کو۔ دوسرے منکرات کو یا تو اتنا محوم حاصل نہیں ہے یا ایسی کھلی چھوٹ ملی ہوئی نہیں ہے۔ کچھ منکرات نامہر و مہر میں محدود ہیں۔ اور کچھ عام ہیں۔ مگر کسی حد تک، درپردہ کئے جاتے ہیں۔ یہ خصوصیت صرف اسی منکر کو حاصل ہے کہ اس کا ابتلا عام بھی ہے اور آزادانہ بھی۔ پھر اگر تجزیہ کیا جائے تو واقعہ ہے کہ انسان کو اللہ سے اتنا دود اور آخرت فراموش کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے جتنی یہ۔ اس لئے کہ اس شراب کا نشہ تمام انشوں سے زیادہ تیز اور لذت بخش ہے۔ اور اسکی مستی میں ڈوب کر آدمی نکلنے کے لئے آسانی سے تیار نہیں ہوتا۔ اور اس وقت اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ متاع دو جہان جائے تو جائے، یہ لذت نہ جا۔

اسلام غیروں کی نگاہ میں

(از جناب حمت بنی خان صاحب فیضی تال !)

ہم مسلمان اپنی تیر و پختی اور کم نصیبی اور سبک بڑھکر ناواقفیت اور لاعلمی کے باعث خود اپنے مذہب کی تعلیم اور اس کے اصول و مبادی پر جو چاہیں اعتراض کر لیں۔ اور جس طرح چاہیں اس کے قوانین میں ترمیم و تفسیح کی خاطر زبان و قلم سے گنبدہ بیانی کر گزریں۔ لیکن دوسری قوموں کے ارباب فکر جنہوں نے ہمارے مذہب کا مطالعہ ہم سے کہیں زیادہ کیا ہے۔ مذہب اسلام کے حق میں جو باتیں رکھتے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ انہیں دیکھ کر قوم کچھ رفتار عقل و بصیرت سے کام لینا سیکھیں۔ اگر یہ مذہب اسلام کی صداقت و حقانیت کبھی بھی اسکی محتاج نہیں ہے کہ کسی بڑے عالم یا کسی بڑے فلسفی، کسی ڈاکٹر یا کسی پرفیسر کی تصدیق و تائید اس کے لئے مایہ ناز ہو لیکن دیکھنا صرف یہ ہے کہ مذہب اسلام کے معاملہ میں ہماری قوت فکر کیا نتیجہ اخذ کرتی ہے۔ (اور دوسرا)

کی کیا؟ ۵۔ یہ ہیں تفاوت و تباہہ از کجاست تا بہ کجا؟ (مستطیل)

(۱) مشہور و معروف فرانسیسی مورخ و الفرائسی تہذیب پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:

میں آپ سے پھر عرض کرتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل اور ضعیف العقل ہیں۔ جو مذہب اسلام پر دیگر اہمات کے علاوہ عیش پرستی اور آرام طلبی کا بھی الزام حاکم کرتے ہیں۔ یہ سب تمنین ہے جا اور صداقت سے دور ہیں۔ آپ نے دیگر مواقع کی طرح

میں بھی غلط سمجھا ہے۔ پادریو و دہامبو اور مچا ورو اگر ماہ جولائی کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک بھی آجائے۔ چار بجے صبح سے آٹھ بجے شام تک آپ کو خورد و نوش صاف کر دیا جائے آپ کو ہر قسم کی قمار بازی سے منع کر دیا جائے، شراب آپ کیلئے حرام کر دی جائے۔ آپ کو تپتے ہوئے صحراؤں میں گزر کر حج کے واسطے جانے کا حکم دیا جائے۔ اگر آپ سے کہا جائے کہ اپنی آذنی کا پاپ فیصدی حصہ ناداروں اور غریبوں میں تقسیم کر دیں۔

اگر آپ اٹھارہ عورتوں کی صحبت سے لطف اندوز ہوتے ہوں۔ اور ان میں سے چودھک قلم موقوف کر دی جائیں۔ تو کیا آپ ایمان داری سے یہ کہنے کی جرأت رکھتے ہیں کہ ایسا مذہب عیش پرست ہے۔ (۲) ڈاکٹر گتاولی بان فرانسیسی اپنی مشہور کتاب تمدن عرب میں لکھتا ہے:

کہ جس وقت عربوں کی فتوحات پر نظر ڈالیں گے اور ان کی کامیابی کے اسباب کو روشن کر کے دکھائیں گے تو معلوم ہو گا۔ کہ اشاعت مذہب میں تلوار سے بالکل کام نہیں لیا گیا ہے کیونکہ فاتح مسلمان مفتوح اقوام کو اپنے مذہب کی پیروی کے لئے بالکل آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ اگر سچی انعام نے اپنے ناخین کے دین کو قبول کر لیا اور انکی زبان کو بھی اختیار کر لیا تو اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ انھوں نے اپنے نئے حاکموں کو پرانے حاکموں سے بہت زیادہ منعطف پایا۔ اور ان کے مذہب کو اپنے مذہب سے زیادہ

سچا اور آسان دیکھا۔ اور یہ بات تاریخ سے ثابت ہو چکی ہے کہ کوئی مذہب تلوار کے زور سے نہیں پھیل سکتا۔ جو وقت عیسائیوں نے انڈس کو عربوں سے فتح کیا اس وقت اس مفتوح قوم نے جان دینا قبول کیا۔ لیکن مذہب کو تبدیل کرنا پسند نہیں کیا۔ درحقیقت مذہب اسلام بجائے اسکے کہ بزور شمشیر پھیلا یا گیا ہو محض بزور تقریر پھیلا یا گیا ہے۔ اور یہی ترغیبِ تقریر تھی کہ جس نے اقوامِ ترک و مغل کو بھی دجنوں نے آگے چل کر عربوں کو مغلوب کیا، دین اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ چین میں بھی مذہب اسلام کچھ کم نہیں پھیلا۔ اگرچہ عربوں نے چین میں گز بھر زمین پر بھی قبضہ نہیں کیا تاہم اس وقت چین میں کروڑوں مسلمان موجود ہیں۔

۱۳) سر ولیم مشہور مخالف اسلام مورخ کے قلم سے بھی ایک دفعہ آخر کو مندرجہ ذیل عبارت نکل ہی گئی :-
”اسلام نے ہمیشہ کے واسطے باطل توہمات کو جن کی تاریخی مدتوں سے چھارہ پی نہیں بالکل معدوم کر دیا۔ بت پرستی بند ہو گئی اور خدا کی وحدانیت اور لائقیت ہی کمالات اور ہر ایک جگہ محیط قدرت کا مسئلہ حضرت محمد صلعم کے متقدموں کے دلوں اور سینوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا ہے جیسا کہ حضرت محمد صلعم کے دل میں تھا۔ مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جو خاص اسلام کا مفہوم ہے یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر کامل بیروسہ اور توکل کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ معاشرت کے لحاظ سے بھی اسلام میں کچھ خوبیاں نہیں ہیں۔ چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں۔ یتیموں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کا برتاؤ برتنا چاہئے۔ غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے۔ نشہ کی چیزوں کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس پر فخر کرے تو سچا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک

ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا کہ (۴) مشہور ہنگالی اہل قلم با یوہن چند رپال کے خیالات اسلام کے متعلق :-

عربوں کی اجتماعی جمہوریت میں اسلام نے وہ جذبہ حریت پیدا کیا۔ جس سے اس زمانہ کا کوئی مذہب واقف نہیں تھا۔ اور تمام عالم اس جذبہ سے قطعی بیگانہ تھا۔

اسلام نے برادرانہ محبت اور رواداری پر جس قدر زور دیا اور جس سختی کے ساتھ اس پر عمل کیا۔ اس کی مثال دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

اسلام میں ہندوؤں کی طرح ذات پات کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اور نہ کسی شخص کو محض خاندانی اور مالی وجاہت کے باعث بڑا خیال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آج مغربی عیسائی قوموں کا طریقہ ہے۔ یہ مسلمانوں کی انتہائی ہمدردی اور خدا ترسی کا جذبہ بڑھا جس نے ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک کی مذہبی زندگی اور خیالات میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اور اس ملک میں فاحشانہ داخل ہو کر ہزار ہا اشخاص کی معاشرت و قلوب پر اثر ڈالا۔

اسلام نے یہاں آکر ہمیں جدید آئین و قوانین بتلائے۔ انتظام کے نئے نئے طریقے ایجاد کئے۔ حکومت کے اخلاق و مقاصد بتائے۔

مسلمانوں نے انگریزوں کے آنے سے ایک مدت قبل ہی ہندوستان کو منظم اور قوم کو متحد کرنے کا فخر حاصل کر لیا تھا۔ محمد صلعم کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ آج چودہ سو برس سے اٹھارہ کروڑ انسانوں کے حق میں شمع ہدایت کا کام دے رہے ہیں۔ ہندوگانِ خدا کی بیشتر تعداد آج بھی کسی اور شخص کی نسبت محمد صلعم کے اقوال پر اعتماد رکھتی ہے۔ کیا ہم کسی طرح یہ مان سکتے ہیں کہ یہ سب بازاری گری کا نتیجہ اور شمع تھا۔ جس پر

اتنے بندگان خدا ایمان لائے اور گذر گئے ؟

اس حد تک تو میں ایسا خیال قائم نہیں کر سکتا۔ اسے ملتے سے قبل میں بہت سی بعید از قیاس باتوں کو تسلیم کر لوں گا۔ اگر اس میں کرو فریب اس قدر پھیل پھول سکتا ہے تو سمجھ کام نہیں دیتی کہ پھر ایسی دنیا کے منتظر کیا تھے قائم کیا جائے۔

(۵) مینو بھان اپنی تصنیف ”سفر مشرق“ میں لکھتا ہے :-
”میں تیروں کے لئے نہایت افسوس کی بات ہے کہ پوری رواداری جو مختلف قوموں میں ایک اہم قانون حرکت ہے۔ وہ انہوں نے مسلمانوں سے سیکھا۔ یہ بھی ایک کار ثواب ہے۔ کہ انسان دوسرے کے مذہب کی عزت کرے۔ اور کسی کو اپنا مذہب قبول کرنے پر مجبور نہ کرے۔“

(۶) پروفیسر لیک لکھتا ہے :-

”ایک عجیب بات ہے کہ جس زمانہ میں تمام دنیا خلاصی کی لغت میں گرفتار تھی اسلام میں برادری روابط اور مساوات کا علم ہمارا رہا تھا۔“

(۷) ڈیپر مشہور امریکہ کے عالم فرماتے ہیں :-

”تاریخ عالم میں کوئی مذہب اتنی سرعت اور اس قدر وسعت کے ساتھ نہیں پھیلا جتنا کہ دین اسلام تھوڑے ہی عرصہ میں اٹاٹی چٹاٹ سے بیکر بیکر اٹکا ہل تک اور ایشیا کے مرکز سے افریقہ کے مغربی کناروں تک پہنچ گیا۔“

(۸) ڈاکٹر ٹیگور نے اسلامی ممالک کے سفر کے دوران میں

مسلمانوں کے ایک مجمع کثیر کے سامنے فرمایا :-

”آپ کی عظیم الشان تاریخ کے روشن ترین زمانہ میں اسلام کی برکت سے بڑیر عرب نے مشرق و مغرب کی نصف دنیا پر اپنی عظمت قائم کر دی تھی۔ جس کے آثار اب بھی

ہندوستان میں نمایاں موجود ہیں۔ اور ہماری ذہنی اور روحی زندگی پر مسلط ہیں۔ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ

پھر وہ اپنا قدیم نعرہ بلند کیجئے۔ جس نے دنیا کو جگادیا تھا۔ اور یہ نعرہ اتنا بلند ہو کہ اسکی گونج بحر عرب سے لیکر تمام دنیا میں چھا جائے۔

میں آپ کو آپ کے جلیل القدر نبی کی قسم دیتا ہوں، آپ کے عظیم الشان دین کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اٹھئے اور

انسانیت کو عالمگیر کر دیجئے۔ محبت کا دور دورہ کر دیجئے۔ مختلف عقائد و عادات میں رواداری کی روح بھونک دیجئے۔“

یہ حقیقت قابل غور ہے کہ ڈاکٹر ٹیگور نے عربوں سے بالفاظ دیگر مسلمان سے اس امر کی درخواست کی کہ وہ انہیں اور دنیا میں رواداری اور مساوات کی روح بھونکیں۔ اور مختلف مذاہب میں رواداری پیدا کریں۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ ڈاکٹر صاحب کی رائے میں وہ قوم مسلمان ہی ہے کہ جو دنیا میں یہ خدمت انجام دے رہی ہے۔ اور اپنا وقار قائم کر چکی ہے۔ اور اب بھی یہ اہم کام اسی کے ہاتھوں انجام پذیر ہو سکتا ہے۔ کسی دوسری قوم میں یہ طاقت و برأت نہیں۔

(۹) پروفیسر فولڈ کی لکھتا ہے :-

”اسلام نے ایک مکمل جنگی اور مذہبی جمہوری حکومت

کی بنیاد ڈالی۔ اس جمہوریت میں مذہب کے اصولوں کی پابندی نہایت مضبوطی کے ساتھ کی جاتی تھی۔ خود غلطیہ

ایسی سادہ زندگی بسر کرتا تھا جیسے کہ اس کا ادنیٰ فرد محکوم۔

اوٹلیس اور مال غنیمت میں جو کچھ رقم وصول ہوتی تھی،

وہ عربوں کی تنخواہوں پر صرف ہوتی تھی۔ اس مشاہرہ میں

مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔ اور جو شخص

مالیہ میں اضافہ ہوتا تھا اسی قدر وظائف میں بھی۔ عام اصول

یہ تھا۔ کہ جو کچھ غنیمت یا رعایا سے حاصل ہو وہ یکساں طور پر

ہر شخص کا حق ہے۔ اور نہ وہی خواجہ اس کے بعد جو کچھ پس انداز ہو

وہ جملہ افراد میں مساوی طور پر تقسیم کیا جائے۔“

مذکورہ بالا عبارت پر دوفیسر مذکور نے اسلامی حکومت کی فوجوں سے متاثر ہو کر لکھی ہے۔

(۱۰) کونٹ ہنری صاحب صاحب اپنی تصنیف اسلام میں قرآن کے متعلق فرماتے ہیں :-

”عقل بالکل حیرت اور تعجب میں ہے کہ اس طرح کا کلام اس شخص کی زبان سے کیسے ادا کیا۔ کہ جو اتنی محض تھا۔ یہ وہ کلام ہے کہ نسل انسانی لفظاً و معنائی حیثیت سے بھی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی ہے۔“

(۱۱) رابرٹس اپنی تصنیف چارلس خامس میں لکھتا ہے :- وہ مسلمان ہی تھے جن میں اشاعت مذہب کے جوش کے ساتھ رواداری میں ہوئی تھی۔ ایک طرف تو وہ اپنے پیغمبر کے دین کی اشاعت کرتے تھے۔ اور دوسری طرف ان لوگوں کو جو ان کے مذہب کو قبول نہیں کرتے تھے اپنے قدیمی مذہب پر قائم رہنے دیتے تھے۔“

(۱۲) مشر سروجنی ناتھ صاحب فرماتے ہیں :- اسلام عالمگیر بادانہ محبت اور غیر مذہب کے ساتھ رواداری رتنے کا سبق دیتا ہے۔ تمام بڑے بڑے مذاہب تھوڑا بہت ایشاد علی انفس کی تعلیم کرتے ہیں۔ لیکن اسلام اس میں سب سے بڑھ گیا ہے۔ نسل انسانی کی خدمت اسلامی تعلیم کا سرمایہ فخر ہے۔ اور یہ بھی وجہ ہے کہ اسلام نے عالمگیر اخوت کا اصول دنیا کے سامنے پیش کیا۔“

(۱۳) جارج ایچ، آر، پائی اسمتھ فرماتے ہیں :- ”میری تعلیم و تربیت انگلش چرچ کے مطابق ہوئی۔ لیکن فطری تحریکات کی وجہ سے میں بہت جلد ہی اس مذہب سے متنفر ہو گیا۔ اتفاقاً مجھ کو جزیرہ نمائے میں مسلمانوں کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ اور اسی زمانہ میں مجھ کو تحقیق صداقت کا

بھی موقع ملا۔ یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ صداقت جسکی جستجو میں میری روح ایک زمانہ سے بیکل تھی اسلام کے اندر پنہاں ہے۔ اور یہ مذہب ان سوالات کو بخوبی حل کر سکتا ہے کہ جس کو حل کرنے سے عیسائیت مجبور و عاجز ہے۔“

(۱۴) رینان ایک فرانسیسی عالم نے کہا ہے :- ”میں جب کبھی مسجد میں جاتا ہوں تو میرا دل ایکٹ قابل میان کیفیت سے اٹھ اٹاتا ہے۔ اور میرے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ میں مسلمان کیوں نہیں ہوا۔“

(۱۵) جارج برنارڈشا کی پیشینگوئی ہے کہ :- ”سوسال کے اندر تمام دنیا اسلام قبول کر لیگی۔“

یہ اسلام کی حقانیت اور خوبیوں کے قائل وہ یورپین ہیں کہ جنگی کورانہ تقلید میں مسلمان بچے چلے جاتے ہیں۔ مسلمانوں! آنکھیں کھولو۔ جن کے عادات و اطوار اختیار کر کے تم اسلام کو چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہو، وہ خود اسلام کی طرف اپنے کو رجوع کر رہے ہیں۔

اگر آپ تلاش اور جستجو کریں تو اسلام کے متعلق غیر مسلمین کے اسی قسم کے ہزار ہا ہزار ہزار اقوال مل سکتے ہیں +

بقیہ صفحہ ۳۱ - ۲۳ نومبر، سوڈان کے عام انتخابات میں نیشنلسٹ یونیسٹ پارٹی کی شاندار کامیابی رہی پارٹی مصر کے ساتھ سوڈان کے الحاق کی حامی ہے۔

۲۲ دسمبر، برطانیہ اور ایران کے درمیان پھر سے سفارتی تعلقات قائم ہو گئے۔

۲۲ دسمبر، ڈاکٹر محمد مصدق سابق وزیر اعظم ایران کو شاہ ایران کے احکام کے خلاف دوزی کرنے کے جرم میں تین سال قید تنہائی کی سزا دی گئی۔

۲۳ دسمبر، مشر ایم پی بیرا سابق نائب وزیر اعظم روس ۱۰

گھاؤں تباہ ہو گئے۔

۱۹ فروری ۱۸۶۲ء میں پشاور اور جلال آباد میں زلزلہ آیا۔ اس زلزلے میں پشاور اور جلال آباد کے شہر ایک تباہی سے ڈھلا ہو گئے۔ ۱۸۵۲ء میں شمالی سندھ میں زبردست زلزلہ آیا۔ جس میں قلعہ کاہن مسمار ہو گیا۔ پھر ۱۸۸۵ء میں کشمیر میں زلزلہ آیا۔ جس میں تین ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ پھر تقریباً بارہ سال کے بعد ۱۲ جون ۱۸۹۷ء میں آسام کی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ غالباً برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں سب سے زیادہ شدید زلزلہ آیا۔ ۳۱ اپریل ۱۹۰۵ء کو کانگڑہ میں زلزلہ آیا۔ اور تقریباً ۲۰ ہزار افراد ہلاک ہو گئے۔ ۱۹۰۹ء میں بلوچستان کے زلزلے میں تقریباً دو سو افراد ہلاک ہوئے۔ بلوچستان میں ۲۱ سال کے بعد ۱۹۳۱ء میں ۲۷ اگست کو پھر زلزلہ آیا۔ جس میں دو سو افراد ہلاک ہوئے۔ ۱۹۳۱ء کے بعد جوڑے لگے ہیں وہ تو ابھی تک عام طور پر لوگوں کو یاد ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں ۱۵ جنوری کو جہلم میں زبردست زلزلہ آیا۔ جس میں دس ہزار سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے۔ دو کروڑ روپے کا مالی نقصان ہوا۔ تقریباً سو سال بعد ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو کوئٹہ میں زلزلہ آیا۔ برصغیر پاک و ہند میں اتنا بڑا زلزلہ شاید کبھی نہ آیا ہو۔ اس کی شدت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۲۵ ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ مالی نقصان کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ کروڑوں روپیہ کا نقصان ہوا۔ اور کوئٹہ تقریباً تباہ ہی ہو گیا تھا۔ برصغیر پاک و ہند میں کوئٹہ کے بعد کوئی شدید زلزلہ نہیں آیا۔ صرف ۱۱ نومبر ۱۹۳۵ء کو کوئٹہ کے قریبی علاقوں میں زلزلہ آیا تھا۔ جس کا اثر محبوبہ سرحد، کشمیر، پنجاب، دہلی، یوپی، سندھ اور بلوچستان پر بھی پڑا تھا۔ مگر اس میں جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔

(ماخوذ)

جس کی آبادی ۳۰ ہزار تھی، زمین میں دھنس گیا۔ اس کے بعد تقریباً ۵۰ سال تک کوئی شدید زلزلہ نہیں آیا۔ البتہ بختا و خان کی ایک خبر مطبوعہ کتاب کے مطابق اورنگ عالمگیر کے دور حکومت کے بارہویں سال ۳۲ جون کو شمالی ہندوستان میں زبردست زلزلہ آیا تھا۔ ۱۷ جولائی ۱۷۲۰ء میں دہلی میں زبردست زلزلہ آیا۔ جس سے جانی و مالی نقصان کے علاوہ قلعہ اور مسجد فتحپوری جیسی عمارتوں کو بھی نقصان پہونچا۔ زلزلے کے جھٹکے ایک ماہ تک مسلسل آتے رہے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے گھروں میں سونا چھوڑ دیا۔ پھر ۱۷۲۷ء میں گلکنہ اور دریائے گنگا کے ڈیلٹے کے علاقے میں زلزلہ اور زبردست طوفان آیا۔ جس میں تین لاکھ افراد ہلاک ہوئے۔ ۱۲ اپریل ۱۷۶۲ء میں بنگال برما اور انکان میں زبردست زلزلہ آیا۔ جس سے جانی و مالی نقصان ہوا۔ اور چٹاگانگ کے قریب ساٹھ مربع میل تک زمین تباہ ہو گئی۔ اس کے بعد یکم ستمبر ۱۸۰۳ء کو زبردست زلزلہ آیا۔ جس کا اثر دہلی، متھرا، کٹواں، گڑھوال اور گلکنہ پر پڑا۔ یہی وہ زلزلہ ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں قطب مینار کا بالائی حصہ زمین پر آ رہا۔ اس زلزلے میں کئی گھاؤں زمین میں دھنس گئے۔ متھرا میں ایسی کئی مسجدیں منہدم ہو گئیں، جو غازی خان نے بنوائی تھیں۔ ۱۸۱۸ء میں برصغیر پاک و ہند کا ہولناک ترین زلزلہ آیا۔ اس زلزلے سے احمد آباد، بھڑوچ، سورت اور پونہ متاثر ہوئے۔ اور اس علاقے کے دو شہر بھوج اور سندھ کی کانام تودینا سے ہمیشہ کے لئے مٹ گئے۔ دریائے سندھ میں ایک پندرہ میل زمین کا ٹکڑا ابھرا۔ اور دریائے کو اپنا راستہ بدلنا پڑا۔ زمین کے ٹکڑے کو لوگ اب تک اللہ بندہ کہتے ہیں۔ ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۹ء تک کئی زلزلے آئے مگر ان میں دو شدید تھے۔ ایک کشمیر میں آیا تھا۔ اور دوسرا کشمیر میں۔ کشمیر میں تقریباً دو ہزار افراد ہلاک ہوئے اور کئی

بچوں کا صفحہ

داز انوار احمد بگوی جماعت پنجم،

کہا۔ ہم اپنے مذہب کو ہرگز نہیں چھوڑتے۔ ہیں بادشاہ نے راجہ اور مصاحب کو تو آ رہے سے پروا کر دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور لڑکے کے متعلق حکم دیا۔ کہ اسے پھاڑ سے گرا دیں۔ جب لوگ اس بچے کو پھاڑ پر لے گئے تو وہ لوگ گر کر ہلاک ہو گئے۔ اور وہ لڑکا صحیح سلامت بچ گیا۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سمندر میں غرق کر دو۔ مگر ہوا کیا کہ لڑکا بچ گیا۔ اور لیجانے والے غرق ہو گئے۔ پھر لڑکے نے خود ہی کہا کہ بسم اللہ کہہ کر مجھے تیر مارو۔ تو مر جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور وہ لڑکا مر گیا۔ یہ حالت دیکھ کر عمام لوگ بول اٹھے کہ ہم ایک خدا پر ایمان لائے۔ جس کا کوئی شریک نہیں، جو سب کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔

بچو! دیکھو خدا کی یاد کی وجہ سے اس لڑکے میں کیا کیا کمال پیدا ہو گئے۔ اور کتنی مصیبتیں اٹھانے کے باوجود بھی اس کے پائے استقلال میں ذرہ لغزش نہ آئی۔

ضروری گزارش

دفتر کی بعض مجبور یوں کے باعث آئندہ رسالہ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کی بجائے پانچ تاریخ کو پوسٹ ہوا کرے گا۔ (تبیخ)

ایک کافر بادشاہ اپنے آپ کو خدا کہلاتا تھا۔ اس کے پاس ایک جادوگر تھا۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا مجھے ایک ذہین لڑکا دیا جائے۔ جس کو میں اپنا علم سکھا جاؤں۔ چنانچہ ایک ہوشیار لڑکا تجویز کر کے اس کے ہولے کیا گیا۔ وہ لڑکا روز جادوگر کے پاس جاتا اور فن جادو گری سیکھتا۔ اس کے ہاتھ میں ایک راجہ رہتا تھا۔ جو اس وقت کے سچے مذہب کا عالم تھا۔ یہ لڑکا آتے ملتے اس عابد کے پاس بیٹھتا تھا۔ اور اس کی صحبت کے اثر سے غفیر مسلمان ہو گیا۔ ایک دفعہ لڑکے نے دیکھا کہ کسی جانور نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے۔ اور لوگ پریشان کھڑے ہیں۔ اس لڑکے نے پتھر اٹھا یا اور دعا کی۔ اے اللہ اگر راجہ کا مذہب سچا ہے تو یہ جانور میرے پتھر سے مر جائے۔ اگر جادوگر کا مذہب سچا ہے تو یہ جانور نہ مرے۔ یہ کہہ کر اس نے پتھر مارا اور وہ جانور مر گیا۔ یہ دیکھ کر مخلوق میں شہرت ہو گئی کہ اس لڑکے کو کوئی عجیب علم آتا ہے۔ بادشاہ وقت کا مصاحب اندھا ہو گیا تھا۔ اس نے درخواست کی کہ میری آنکھیں اچھی ہو جائیں۔ لڑکے نے کہا بشرطیکہ تو مسلمان ہو جائے۔ اس نے کہا مجھے منظور ہے۔ لڑکے نے دعا کی۔ اور اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ اس کی وجہ سے لڑکے کی شہرت میں اور اضافہ ہو گیا۔ بادشاہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے اس راجہ و مصاحب اور لڑکے تینوں کو گرفتار کر کے کہا کہ اپنا مذہب چھوڑ دو۔ انہوں نے

واقعات و حوادث

سافت مائیکانہ

ادارہ

۱۰۰ روپے فی کپی

روک دیا۔

۲۱ مارچ: یکایک مارشل سٹائن کے دماغ کی رگ پھٹ گئی۔

۲۲ مارچ: مرشراٹسکوف نے وزیراعظم روس کی میثیت سے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔

۲۳ مارچ: تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ۲۴ مارچ کے بعد سے لاہور میں حالات خراب ہوتے گئے۔ ۲۴ مارچ کو لاہور میں مارشل لا نافذ کیا گیا۔ اور جنرل میجر اعظم خان کی کمان میں فوج نے سارا انتظام اپنی تحویل میں لے لیا۔

۲۴ مارچ: پاکستانی پنجاب میں میاں ممتاز دوکانہ کی وزارت مستعفی ہو گئی۔

۲۴ مارچ: ملکہ میری کا انتقال ہوٹا۔

۲۵ مارچ: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان، مولانا امین احسن املاچی، نعیم صدیقی، طفیل محمد صاحب قیم جماعت اسلامی اور بعض دوسرے ممتاز ارکان جماعت اسلامی کو لاہور سے اور پنجاب کے دوسرے تمام شہروں سے سیفٹی ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا

مودودی صاحب کو رسالہ "قادیانی مسئلہ" کی تصنیف پر، مولوی نقی علی صاحب کو اسکی طباعت و اشاعت پر اور مولانا نصر اللہ خان صاحب عزیز کو اخبار "تسنیم" میں شائع کرنے پر

محرم قرار دیدیا گیا۔ اور فوجی عدالت میں ان تینوں کا مقدمہ پیش کیا گیا۔

۳۱ دسمبر: حضرت علامہ مولانا مفتی کفایت اللہ نورانی مرحومہ نے اسی سال کی عمر میں اسی دارفانی سے کوچ کیا۔ اور یکم جنوری کو پرانی دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے جوار میں سپرد خاک کئے گئے۔

۳۰ جنوری: جنرل آئزن ہاؤ امریکہ کے ۳۴ ویں صدر منتخب کئے گئے۔ اور اسی دن انہوں نے یہ اعلان کیا۔ کہ وہ شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لئے دوسروں کے ساتھ ملکر کام کریں گے۔

۳۱ فروری: برطانیہ اور مصر نے ایک معاہدے پر دستخط کئے۔ جس کے تحت سوڈان کو حکومت خود اختیاری کا حق دیدیا گیا۔

۲۴ فروری: کراچی میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مجلس عمل کے دوسرے لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ جنہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے اور سرفخر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے ہٹا دینے اور قادیانیوں کو کلیدی اساسی نہ دینے کا مطالبہ کیا تھا۔

۲۸ فروری: رات کو صوبہ پنجاب کے متعدد شہروں میں بہت سے علماء کرام سیفٹی ایکٹ کے ماتحت مندرجہ بالا مطالبات کی بنا پر گرفتار کئے گئے۔ اور اس کے بعد پنجاب میں تحریک شروع ہو گئی۔

۲۸ فروری: ایران میں زبردست سیاسی بحران پیدا ہوا۔ حوام نے شاہ ایران کو اپنا ملک چھوڑ کر بھاگنے سے

آئر بیل : برجنی افریقہ کے انتخابات میں ڈاکٹر ملان کی نیشنلسٹ پارٹی کو کامیابی حاصل ہوئی ۔

آئر بیل : وزیراعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین کو وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر نامزد کیا گیا۔ اور مسٹر محمد علی نسو وٹار بنالی خواجہ صاحب کو گورنر جنرل مشر غلام محمد معزول کر دیا اور کابینہ کو توڑ دیا۔ سابقہ وزیر میں سردار عبدالرشید، ڈاکٹر محمود حسین، پروادہ عبدالستار اور مسٹر حفص الرحمن کو چھوڑ نہیں لیا گیا۔ انکی جگہ مسٹر بروہی، شعیب قریشی، عبدالقیوم خان کو نئے کابینہ میں لے لیا گیا۔

آئر مئی : مارشل لا کی فوجی عدالت نے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور جماعت اسلامی پاکستان کو قادیانی مسئلہ کی تصنیف پر سزا موت کا حکم سنایا۔ اس اعلان سے تمام دنیا میں ایک تھلک مچ گیا۔ اور دنیائے اسلام کے مقتدر مذہبی اور سیاسی رہنماؤں نے حکومت پاکستان کو احتجاجی مار بھیجے۔ اور بیانات نشر کئے۔

آئر مئی : برجنی کا ٹڈر نے فوجی عدالت کے فیصلہ میں یہ تسلیم کر دیا کہ سزائے موت کی بجائے چودہ سال کا فیصلہ کر دیا۔

آئر جون : مارشل لا کی زیر سرکردگی میں برطانوی ہم نے مارشل لا اور سٹاک سٹریٹ کے پیرے نامی کہ جیہا سٹ پیلے چوٹی پر پہنچا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک نیپالی شہر تان سنگ بھی تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حقیقت میں تان سنگ ہی چوٹی پر پہلے پہنچا تھا۔ اور اس نے جھنڈے گاڑ دیئے۔

آئر جون : شہزادی الوتجہ دم کی تاجپوشی کی رسم عمل میں آئی۔

آئر جون : مارشل لا کی فوجی عدالت نے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی کافر سزا شروع ہوئی۔

آئر جون : جمہوریہ ایران نے کابینہ کا فیصلہ کیا گیا۔ اور جنرل نجیب اس کے پہلے صدر بنے۔

آئر جون : وزیر داخلہ روس ایم بیراکو گرفتار کر لیا گیا۔ سیریا کیو نٹسٹ پارٹی میں ایک نمایاں حیثیت کا ایک شخص۔ مشائخ کا بیت راستہ ہے۔ بد توں خفیہ پولیس کا افسر علی رہا جو۔ اور اب بھی وزیر

داخلہ تھا۔

۸ اگست : وزیراعظم روس مشر اسکوف نے اعلان کیا کہ روس نے ہائیڈروجن بم تیار کر لیا ہے۔

۱۱ اگست : راکو شیخ عبداللہ وزیراعظم کشمیر کو وزارت عظمیٰ کی گدی سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اسکی جگہ بخشی غلام محمد کو وزیراعظم مقرر کر دیا گیا۔ اسی روز شیخ عبداللہ اور اسکے کابینہ کے وزیرال مرزا فضل بیگ کو گرفتار کر دیا گیا۔ اس کے خلاف سب بڑا نام یہ لگا یا گیا کہ شیخ عبداللہ اور وہ خود مختار کشمیر کے موقف کا علمبردار ہے۔ اور مقبوضہ کشمیر میں کسان کے حامی عناصر کی حمایت اور جوصلہ قرائی کر رہا ہے۔ اور کو سرنگر میں اس کے خلاف احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ مظاہرین پر بھارتی فوج نے گولی چلائی۔

۱۵ اگست : ڈاکٹر مصدق نے ایران کی مجلس کو سرکاری طور پر توڑ دیا۔

۱۹ اگست : ڈاکٹر مصدق کے خلاف شاہ پرستوں کی بغاوت ناکام رہی۔ اور مصدق کی فوجوں نے قصر شاہی پر قبضہ کر لیا۔

۲۱ اگست : شاہ ایران اپنے ملک سے بھاگ گئے۔

۲۱ اگست : ایران میں ایک انقلاب برپا ہوا۔ اور شاہ پرست فوجوں نے مصدق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ جنرل ناہدی وزیراعظم بنائے گئے۔

۲۰ اگست : روس میں ہائیڈروجن بم کا تجربہ کیا گیا۔

۲۰ اگست : سلطان مرگش کو معزول اور انہیں ایک ملک سے جلا وطن کیا گیا۔

۲۲ اگست : رٹناہ ایران پھر اپنے ملک کو واپس آ گئے۔

۵ اکتوبر : مسٹر جے کشمی پنڈت اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی صدارت کی گئیں۔

۱۱ اکتوبر : روس نے اقوام متحدہ کی مجلس تحفظ سے ایٹمی اور ہائیڈروجن

اسلحہ جات پر پابندی لگا کر مطالبہ کیا۔ اور تجویز پیش کی کہ غیر ملک میں جو

فوجی اٹھے ہیں انہیں ختم کیا جائے۔

۱۳ اکتوبر : امریکہ کے بحری بیڑہ کے ایک جہاز طیارہ نے ایک گھنٹہ

میں ۳۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گزرا اور ایک کارڈ قائم کیا ہے۔

۱۳ اکتوبر : ترکی اقوام متحدہ کی مجلس تحفظ کا ممبر منتخب کیا گیا۔

۱۴ اکتوبر : شاہ ابن سعود دلی حجاز مقدس کا انتقال پر طلال۔

۲۲ اکتوبر : دنیائے اسلام کے ممتاز محقق عالم اور میرت الذہبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے مصنف حضرت علامہ سید سلیمان ندوی

کا کراچی میں انتقال ہوا۔ اور

۲۳ اکتوبر : مولانا عثمانی کے ساتھ مولانا ندوی کی تدفین ہوئی۔

کتاب ترین فیق ہر

نصیحۃ الشیعہ: مصنفہ مولانا احتشام الدین - نصیحۃ الشیعہ ایک عجیب کتاب ہے۔ مضمونی سوچھ بوجھ والا بھی اس کی
۲۱/- قیمت چار روپے

تفسیر آیت مباہلہ: مصنفہ مولانا عبدالشکور لکھنوی - قل تعالوا ندع أبناءنا کی صحیح تفسیر اور شیعوں کے
۲۱/- قیمت چار روپے

تفسیر آیت امامت: مصنفہ مولانا عبدالشکور لکھنوی - قرآن مجید کی ان تمام آیات کی تفسیر جن میں لفظ امام
۲۱/- قیمت چار روپے

کشف الثلبیس حصہ دوم، سوم: جس میں فضائل صحابہ و دیگر مسائل پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ قیمت عام ۲۱/-

علمائے حق کے کارنامے: ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک علماء کرام کے کارناموں کا تذکرہ۔ ۲۱/-
علمائے ہند کی شاندار ماضی جلد اول: کتاب کیا ہے، گرانمایہ دینی اور سیاسی معلومات کا بے با
ذخیرہ ہے۔ سرورق رنگین، مجلد - قیمت ۲۱/-

تفسیر آیت اولی الامر منکم: مصنفہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی، آیت اطیعوا اللہ الخ کی تفسیر
اور شیعوں کے مخالفوں کا جواب - قیمت چار روپے ۲۱/-

غلام احمد نمبر: اس کے پڑھنے سے کوئی معقولیت پسند انسان مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا قائل نہیں ہو سکتا۔ قیمت دس

خطبات مولانا آزاد: مولانا آزاد کے خطبات جمعہ و عیدین - قیمت عام ۱۱/-

تحقیق متعہ: بدعات محرم، فضائل صحابہ: مولانا ابوالبشر احمد صاحب پسروری۔

اہل حق کی تنظیم و تعمیر: مختصر رسائل میں نہایت احسن طریق پر تبصرہ مع حوالہ جات کیا گیا ہے۔ قیمت دس روپے ۱۱/-

افکار آزاد: مولانا نور الحسن شاہ صاحب بخاری - اکابرین اہل حق کے بیانات وغیرہ - قیمت ۲۱/-

افکار آزاد: مرتبہ مولانا محمد عثمان صاحب فارقلیط ایڈیٹر "نرم" - قیمت دو روپے چار روپے ۲۱/-

لے کا پتہ: مکتبہ خزانۃ الانصاف بہارہ (پاکستان)